یا اللہ مدد　　لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ　　حق چار یار ؓ

أُولٰٓئِکَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ﴿القرآن﴾

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مسلک ہیں یارانِ نبی ﷺ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

تحفة الاخيار

بجواب رسالہ "نعیم الابرار"

شیعہ کے اعتراضات کا کتب فریقین سے مدلل جواب

تحریر: مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی

تیار کردہ: حق چار یار ؓ میڈیا سروسز

Haq Char Yaar Media Services

www.kr-hcy.com

A Project of HCY-Global

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد اللہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

(**نوٹ**: ہر سوال کا مختصر مفہوم درج کیا گیا ہے اور جواب میں تمام اجزاء کو مدنظر رکھا گیا ہے)

سوال نمبر ۱: تاریخ شاہد ہے کہ قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ سے مکمل طور پر بائیکاٹ کر لیا تھا۔ اس بائیکاٹ کا عرصہ ۳ سال کا ہے۔ ابو طالب تمام بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں لے گئے تھے۔ یہ ۳ برس کا عرصہ بنی ہاشم نے نہایت عسرت اور کٹھن تکالیف سے گزارا۔ ان ۳ سال میں ابو بکرؓ و عمرؓ کہاں تھے؟ اگر یہ بزرگ مکہ ہی میں تھے تو انھوں نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ اگر یہ بزرگ شعب ابی طالب میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہ جاسکے تو کسی وقت ان بزرگوں نے آب و دانہ ہی سے کوئی آنحضرت ﷺ کی مدد کی ہو؟ جبکہ کفارِ مکہ میں سے زہیر بن امیہ بن مغیرہ نے پانی، کھانا پہنچانے اور عہد نامہ کو توڑنے پر دوستوں کو آمادہ کیا۔

جواب: طبری ص ۳۴۲ جلد دوم وغیرہ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ ۶ھ نبوت میں حضرت عمر فاروقؓ اسلام لے آئے تھے تو کفار اور برہم ہو گئے اور بنو ہاشم سے حضور ﷺ کی گرفتاری مانگی۔ مسلم و کافر کی تفریق سے قطع نظر بنو ہاشم نے خاندانی لحاظ سے جب حضور ﷺ کو ان کے حوالے نہ کیا تو انہوں نے سب بنو ہاشم کو سوائے ابولہب کے اور مسلمانوں کو شعب میں قید کر دیا جو تین سال تک بدستور بھوک اور مصائب میں بنو ہاشم کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ رہا ہوئے۔ کچھ مسلمان گھروں میں قید کر دیے گئے۔ شیعہ کتاب ''روضۃ الصفا'' ص ۴۹ جلد دوم وغیرہ پر بھی شعب کی قید کا یہی سبب لکھا ہے۔ اکبر خان نجیب آبادی لکھتے ہیں ''جس قدر مسلمان تھے وہ بھی ان کے ساتھ اس درّے میں جو شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے چلے گئے'' ﴿تاریخ اسلام ص ۱۱۸، ۱۱۹﴾

ظاہر کے تمام مسلمانوں میں ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ہیں۔ وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ قید تھے۔ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی نے خلفائے راشدین ص ۳ مناقب صدیقی میں صراحۃ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حضور ﷺ کے ساتھ گھاٹی میں مصیبت اور قید کا ذکر کیا۔ لکھتے ہیں:

''حضرت صدیقؓ از خود اس مصیبت میں شریک ہو گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ وہ بھی شعب میں چلے گئے اور وہیں رہے۔ جب آنحضرت ﷺ کو خدا نے اس مصیبت سے نجات دی تو انھوںؓ نے بھی نجات پائی۔ ابو طالب نے اس واقعہ کو اس شعر میں یوں بیان کیا:

وهم رجعوا سهل بن بیضا راضیا فسر ابو بکر بها ومحمد

(انہوں نے جب سہل بن بیضا کو نقض معاہدہ پر راضی کر کے بھیجا تو اس پر حضرت ابوبکرؓ اور حضورﷺ بھی خوش ہوگئے)

حضرت عمرؓ کے متعلق تو اور بھی قرین قیاس یہی ہے کہ ان کو قید کیا گیا ہوگا کیونکہ عقلاً یہ بعید ہے کہ جس شخص کے اسلام سے برافروختہ ہو کر کفار نے یہ سخت قدم اٹھایا کیا اس کو آزاد چھوڑ دیں؟ بالفرض اگر گھر میں ہوں تو بھی قید تھی کیونکہ ان سے خرید و فروخت نہ ہو سکتی تھی ﴿ولا یشترون ولا یبیعون الا فی الموسم (اعلام الوریٰ ص ۶۱)﴾ جب یہ کسی سے خرید و فروخت کر ہی نہ سکتے تھے بلکہ قانون ہی یہ بن گیا تھا کہ جو کوئی مسلمان ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا اس کا مال و متاع ضبط کر لیا جائے گا۔ اندریں حالات محصورین تک راشن پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ ہمدرد قسم کے کفار یہ کام کریں جو خرید فروخت میں آزاد تھے۔ لہٰذا ان بزرگوں سے آب و دانہ حضورﷺ کی خدمت میں بھیجنے کا ثبوت مانگنا محض تعصب ہے۔ اگر انہوں نے کچھ پہنچایا ہو تو اس کی روایت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم مشرب و ہم مذہب ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہیں یہ تو کوئی انوکھی بات نہیں۔ البتہ زہیر بن امیہ وغیرہ کفار کا کھانا پہنچانا یا مقاطعہ ختم کرانا ضرور اہم اور قابل روایت بات ہے۔ ورنہ کیا حضرت ابوذرؓ اور مقدادؓ کا یہ عمل ثابت کیا جا سکتا ہے؟ اصل بات یہی ہے کہ سب مسلمان قید تھے کوئی بھی آزاد نہ تھا۔ خواہ گھروں میں ہوں یا شعب میں ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہاں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کیا۔ غیر ہاشمی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ:

''ایک رات سوکھا چمڑا بھگو کر اور بھون کر ان کو میں نے کھایا۔ ﴿روض الانف بحوالہ سیرت النبی ص ۲۴۶ جلد اول﴾

انتہائی متعصب شیعہ مورخ باقر علی مجلسی حیات القلوب ص ۳۹ جلد دوم میں لکھتا ہے:

''کہ جب شعب ابی طالب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسد رسانی بند ہوگئی اور آنحضرتﷺ کے اصحابؓ پر زندگی تنگ ہوگئی تو حضورﷺ سے شکایت کی۔ تب آپﷺ نے دعا کی اور حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے من وسلوا (حلوہ وبٹیر) سے بہتر کھانا نازل فرمایا۔ ان میں سے جو بھی آرزو کرتا ہر قسم کے کھانے، میوے اور کپڑے اس کے پاس حاضر ہو جاتے''۔

معترض زہیر کے ساتھ ابوالعاصؓ بن ربیع کا ذکر کیوں نہیں کرتا جو آپﷺ کے داماد تھے اور بہت سی گندم اور اونٹ اور کھجوروں سے لاد کر لاتے۔

''وہ آواز دے کر اونٹ درہ میں داخل کر دیتے۔ (مسلمان غلہ اتار لیتے) اور ابوالعاص ؓ واپس ہوجاتے۔اس لئے حضورﷺ فرماتے تھے کہ ابوالعاص ؓ نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا''۔ ﴿حیات القلوب ص ۳۱۱ جلد دوم﴾

اگر ابوالعاص ؓ کا نام لیں تو داماد نبیﷺ ہونے اور کئی صاحبزادیوں کا ثبوت ہوتا ہے اور شیعہ مذہب خاک میں ملتا ہے۔

''انہی ابوالعاص ؓ کی صاحبزادی امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہﷺ سے حضرت فاطمہ ؓ کی وصیت کے مطابق حضرت علی ؓ نے شادی کی تھی''۔ ﴿کشف الغمہ ص ۱۳۲ جلاء العیون وغیرہ﴾

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر۲: حضرت فاطمہ ؓ کا انتقال بقول اہلسنت جناب رسول اللہﷺ کی رحلت کے ۶ ماہ بعد ہوا۔ابوبکر ؓ کا انتقال ۲/۱۔۲ برس رسولﷺ کے بعد ہوا۔عمر ؓ نے ۲۶ ذوالحجہ ۲۴ھ کو انتقال فرمایا۔تو کیا وجہ تھی کہ دونوں بزرگوں کو جو نبی کریمﷺ کے بعد کافی عرصے کے بعد انتقال کرتے ہیں،روضہ رسولﷺ میں دفن ہونے کیلئے جگہ مل گئی جبکہ رسول خداﷺ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ ؓ کو باپ کے پاس قبر کی جگہ نہ مل سکی؟ کیا خود بتول ؓ نے باپ سے علیحدگی قبر کی وصیت کی تھی یا حضرت علی ؓ نے حکومت وقت کی پیشکش کو ٹھکرا دیا تھا یا مسلمانوں نے بغضِ رسولﷺ کو قبر رسولﷺ کے پاس دفن نہ ہونے دیا؟

جواب: ''حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ نے رات کو جنازہ اٹھانے اور جنت البقیع میں دفن کی خود وصیت کی تھی اور اس پر حضرت علی ؓ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عمل کیا اور حضرت ابوبکر ؓ نے چار تکبیروں سے آپ ؓ کا جنازہ پڑھایا''۔ ﴿طبقات ابن سعد ص ۹ جلد آٹھ﴾

شیعہ کتاب اعلام الوریٰ ص ۱۵۸ میں ہے''ودفنها علی امیر المومنین سرا بوصية منها فی ذالک'' کہ حضرت فاطمہ ؓ کی وصیت کے مطابق حضرت امیر (حضرت علی ؓ) نے رات کے وقت آپ ؓ کو پوشیدہ دفن کیا۔شیعہ عالم نجم الحسن کراروی، چودہ ستارے میں ص ۲۵۲ پر آپ ؓ کی وفات کے سلسلے میں لکھتا ہے:

''جب رات ہوئی تو حضرت علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کو غسل دیا اور کفن پہنایا،نماز پڑھی اور جنت

البقیع میں دفن کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ؓ کو منبر اور قبر رسول ﷺ کے درمیان دفن کیا گیا''۔ روایت ثانی پر تو سوال بنانے کی حاجت ہی نہ رہی۔ روایت اولیٰ پر ظاہر کہ حضرت علیؓ نے یہ سب کام وصیت کے مطابق کیے۔ اگر حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں دفن کرنے کی وصیت ہوتی تو آپؓ ایسا ہی کرتے۔ مگر جب آپؓ نے ایسا نہ کیا نہ مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا سوال ہوا نہ ہی سنی یا شیعہ مورخین اس کا ذکر کرتے ہیں تو آج چودہ سو سال بعد معترض کا فرضی واویلا اور سخن سازی کون سنتا ہے؟ الغرض روضہ اقدس میں دفن کرنے کی وصیت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی ہی نہیں۔ ثبوت معترض کے ذمہ ہے۔ بلا وصیت از خود دفن کرنے کا بھی سوال نہ تھا۔ کیونکہ حجرہ عائشہ ؓ نہ قبرستان تھا نہ جائے وقف۔ بنص قرآنی حضرت عائشہ ؓ کی ملکیت خاصہ تھا، اور سید الکائنات ﷺ کی قبر مبارک سے آپؓ کے حجرے کا مشرف ہونا خصوصیت پر مبنی تھا۔ بالفرض سیدہ ؓ نے وصیت کی ہوتی تب بھی اپنی ماں و مالکہ ام المومنین عائشہ ؓ کی اجازت درکار تھی۔ اگر نہ ملتی تو شرعاً و عرفاً کوئی اعتراض کی بات نہ ہوتی۔

''دو سال بعد حضرت ابو بکر ؓ کی تدفین بھی آپ ؓ کی وصیت اور ام المومنین ؓ کی اجازت سے ہوئی۔ اسی طرح حضرت عمر ؓ نے بھی وہاں حضرت عائشہ ؓ سے تدفین کی اجازت مانگی اور پھر وصیت کی''۔ ﴿بخاری ص ۱۰۹۰ ج دوم﴾

بنا بریں مسلمانوں نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دفن کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دفن کرنے کا خیال ہی نہ گزرا۔ یہ تو ظاہری سبب ہوا، اصلی سبب تدفین مع الرسول ﷺ وہ ہے جو سنی شیعہ میں مشترک و مسلم ہے کہ ہر شخص کی قبر وہاں بنتی ہے جہاں سے اس کا خمیر تیار کیا جاتا ہے۔ مولوی مقبول حسین دہلوی، آیت ''ومنہا خلقناکم'' کے تحت لکھتا ہے:

''اصول کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سے لے آئے۔ چنانچہ وہ فرشتہ لا کر نطفے میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل ہمیشہ اس مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک اس میں دفن نہ ہو جائے''۔ ﴿پ ۱۶ ص ۳۷۷﴾

اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

''ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا ہے یہاں تک کہ اسی میں دفن ہو جائے اور میں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی مٹی سے بنے ہیں اور اسی میں دفن

ہونگے"۔ ﴿المتفق والمفترق للخطیب بحوالہ طبقات ص ۱۷﴾

شیعہ کے ہاں حضرت فاطمہؓ کے متعلق تین اقوال ہیں:

☆ جنت البقیع

☆ اپنے گھر میں جو بنوامیہ کے دور میں مسجد نبوی میں شامل ہوگیا

☆ قبر اور منبر کے درمیان جو روضة من ریاض الجنة کہلاتا ہے

"پہلا قول بعید ہے اور دوسرے دو اقرب الی الصواب ہیں"۔ ﴿اعلام الوری ص ۱۵۹﴾

بنابریں حضرت فاطمہؓ کے مدفن کا عز و شرف واضح ہے اور اعتراض باطل ہوا۔ کیونکہ مسجد نبوی کے حصہ روضہ میں آپؓ کی تدفین مسلمانوں سے مخفی اور خلیفہ کی مرضی کے بغیر نہ ہوسکتی تھی جبکہ حضرت ابوبکرؓ کا دروازہ مسجد نبوی ہی میں کھلتا تھا۔

حضرت فاطمہؓ کو اکلوتی بیٹی کہنا قرآن و حدیث کی تکذیب ہے۔ قرآن پاک سورہ احزاب ع ۸ میں وبناتک (اپنی صاحبزادیوں سے کہئے) کا لفظ آیا ہے اور شیعہ کی معتبر کتاب اصول الکافی ص ۲۳۹ جلد اول باب مولد النبی میں ہے کہ: "حضرت خدیجہؓ سے بعثت سے قبل حضور ﷺ کی اولاد قاسمؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں، اور حضرت فاطمہؓ بعد از بعثت"۔ اور اسی طرح حیات القلوب ص ۸۷ جلد دوم پر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "خدیجہؓ پر خدا کی رحمت ہو، میرے اس سے طاہر، مطہر عبداللہ پیدا ہوئے"۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۳: دعوت ذی العشیرہ کے موقع پر ابوبکرؓ و عمرؓ نے وعدہ نصرت کیوں نہ فرمایا؟ کیا یہ دونوں بزرگ دعوت ذی العشیرہ میں شامل تھے؟ اگر شامل نہیں تھے تو یہ حضرات، رسول ﷺ کے قریبی کیونکر ہوسکتے ہیں؟

جواب: یہ دعوت وانذر عشیرتک الاقربین (شعراء ع ۱۱) "آپ اپنے نزدیک ترین رشتہ داروں کو ڈرایئے" کی تکمیل میں منعقد ہوئی اور قریب ترین رشتہ دار بنو عبدالمطلب کو جمع کر کے آپ ﷺ نے دعوت الی اللہ دی۔

"جب کسی ہاشمی نے اسلام اور حمایت پیغمبر کا اعلان نہیں کیا تب حضرت علیؓ نے صغرسنی میں آپ ﷺ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا"۔ ﴿طبری ص ۲۳ ج دوم﴾

علامہ ابن تیمیہ کی منہاج السنہ میں تصریح کے مطابق روایت وسند کے لحاظ سے یہ قصہ اگرچہ غلط

ہے تاہم اس واقع سے حضرت علیؑ کی تاریخ (دعویٰ نبوت کے تین سال بعد) اور آپ کی تمام بنو عبدالمطلب پر افضلیت اور جناب ابو طالب کا مسلمان نہ ہونا ثابت ہوا۔ یہ مخصوص برادری کو دعوت الیٰ الاسلام تھی۔ حضرت ابوبکرؓ تیمی اور حضرت عمرؓ عدوی کو بلانے کا سوال ہی نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ تو تین سال قبل آغاز نبوت پر ایمان لا چکے تھے اور آپ ﷺ کے دست راست بن کر دسیوں آدمیوں کو حلقہ بگوش اسلام کرا چکے تھے۔

''حضرت عمرؓ گو بعد میں مشرف باسلام ہوئے مگر ان کے اسلام لانے پر اشاعت اسلام تیز ہوگئی اور مسلمانوں نے بیت اللہ میں جا کر نماز ادا کی''۔ ﴿ملاحظہ ہو تاریخ طبری ص ۳۳۵ ج ۲، البدایہ ص ۷۹ ج ۳﴾

نسباً گو حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ حضور ﷺ کے دور کے رشتہ دار ہیں۔ مگر نصرت پیغمبر میں قریبی رشتہ داروں سے بڑھ کر ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ تحریک اسلام کو شیخینؓ کے اسلام سے جس قدر نفع پہنچا اور کسی سے نہیں پہنچا۔ اِنَّ اولی النّاس بابراھیمَ (بمحمد) الّذین اتّبعوہ یعنی بے شک حضرت ابراہیم (اسی طرح حضور کے) سب لوگوں سے زیادہ قریبی وہ ہیں جو آپ ﷺ کے تابعدار ہوئے یا جیسے حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ:

''محمد ﷺ کا قریبی وہ ہے جو اللہ کا مطیع ہو اگر چہ اسکا رشتہ دور کا ہو''۔ ﴿نہج البلاغۃ ص ۱۷۱﴾

حضرت ابوبکرؓ کے سابق الایمان اور متبع اول ہونے پر یہ شہادت کافی ہے کہ:

''ایک راہب کے کہنے پر حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ بصریٰ سے مکہ پہنچے تو پوچھا اس ماہ میں کیا نئی بات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ محمد بن عبداللہ الامین اتبنیا قد تبعہ ابن ابی قحافۃ کہ محمد ﷺ نے دعویٰ نبوت کیا اور ابوبکر نے اس کی پیروی کی..... پھر حضرت طلحہؓ بھی اسلام لے آئے اور نوفل بن خویلد، حضرت ابوبکرؓ کو غنڈوں سے پٹواتا تھا''۔ ﴿اعلام الوریٰ ص ۵۱﴾

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۴: ابوبکرؓ بقول اہل سنت تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں تو بوقتِ مواخات یعنی جب رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم فرمایا، ابوبکرؓ کو کیونکر اپنا بھائی نہیں بنایا؟ جبکہ تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دعوت ذی العشیرہ اور مدینہ منورہ میں تشریف لانے پر فرمایا: یا علی انت اخی فی

الدنیا والآخرۃ ۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علیؓ بعد از رسول خدا ﷺ تمام کائنات سے افضل و اکمل ہیں؟ انصاف مطلوب ہے۔

جواب: ’’ہجرت الی المدینہ کے بعد مہاجرین کا معاشی مسئلہ حل کرنے کیلئے آپ ﷺ نے ایک ایک مہاجر اور انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کرا دیا۔ اور حضرت علیؓ کا سہل بن حنیفؓ کے ساتھ بھائی چارہ قائم کیا‘‘۔ ﴿الاصابۃ﴾

شیعہ کتاب کشف الغمہ ص ۹۲ ج ۱ پر ہے کہ: ’’حضرت علیؓ کا کسی کے ساتھ آپ ﷺ نے عقد مواخات نہیں کیا تو وہ حضور ﷺ پر غصہ ہو کر کہیں چلے گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں تلاش کر کے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا تو صرف ابوتراب (مٹی والا) بننے کے لائق ہے کیا تو مجھ سے ناراض ہو گیا ہے؟ جب میں نے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ کیا اور تجھے کسی کے ساتھ نہیں ملایا۔ سن لے تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں‘‘۔

حضور ﷺ نے حسب سابق حضرت علیؓ کی معاشی کفالت کو اپنے ذمہ لیا اور تسلی کیلئے یہ فرمایا۔ اس سے مطلقاً حضرت علیؓ کی افضلیت پر استدلال درست نہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ اور زیدؓ بن حارثہ کو بھی حضور ﷺ نے اپنا بھائی اور محبوب فرمایا۔ ﴿بخاری ص ۵۱۶۔ ۵۲۸ ج ۱﴾

نیز بصورت تسلیم یہ جزوی فضیلت ہی ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کو امۃ قانتا للہ حنیفا (آپ بمنزلہ امت عبادت گزار موحد تھے) جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کو روح اللہ کلمۃ اللہ اور حضرت یوسفؑ کے تذکرے کو احسن القصص فرمایا۔ مگر قرآن پاک میں حضور ﷺ کی ذات اور تذکرے کیلئے یہ صریح الفاظ نہیں ملتے جیسے یہاں ان انبیاء کو کلی فضیلت حضور ﷺ پر نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح مواخذات مذکورہ سے حضرت علیؓ کو مطلقاً فضیلت نہیں دی جا سکتی اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ حضرت علیؓ کے بجائے کسی اور کو زندگی میں امام نماز نہ بناتے۔ ﴿طبری ص ۱۹۶ ج ۳، تاریخ التواریخ ص ۵۴۷ ج ۱ ،نجفیہ ص ۲۲۵، ج ۲﴾

’’اور ظاہر ہے کہ علم اور قرأت میں سب سے بڑے اور سب سے افضل کو امام بنایا جاتا ہے‘‘۔ ﴿من یحضرہ الفقیہ ص ۱۰۳﴾

’’آپ ﷺ آخری وصایا ان سے ارشاد نہ فرماتے‘‘۔ ﴿حیات القلوب ۶۹۵ ج ۲، تفسیر صافی ۵۲۳، مجمع البیان سرہ تحریم﴾

’’تمام مسلمان ان پر اتفاق نہ کرتے، حضرت علیؓ پر کرتے‘‘۔ ﴿حیات القوب ۶۷۶ ج ۲﴾

اور حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ کو اپنے سے افضل نہ مانتے کہ:

''ابوبکرؓ چار باتوں میں مجھ سے بڑھ گئے۔ پہلے اسلام ظاہر کیا، مجھ سے پہلے ہجرت کی، نبی ﷺ کے یار غار ہوئے، نماز قائم کی جبکہ وہ اسلام ظاہر کرتے اور میں چھپاتا تھا''۔﴿تنزیہ المکانۃ الحیدریہ ص ۲۷﴾

حضرت علیؓ کو بعد از رسول خدا ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا انبیاءؑ کی صریح توہین اور شیعی غلو ہے جس کے متعلق خود حضرت علیؓ نے خبر دی کہ: ''میرے متعلق محبت میں غلو کرنے والا ہلاک بھی ہوگا جسے محبت ناحق کی طرف لے جائیگی''۔ انبیاءؑ کے متعلق اللہ کا یہ ارشاد شیعہ عقیدے کی بیخ کنی کرتا ہے:

''وکل فضلنا علی العالمین'' یعنی ہر پیغمبر کو ہم نے سب جہانوں پر فضیلت دی ہے۔﴿انعام ع ۱۰﴾

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۵: اہل سنت کی حدیث کی کتابوں میں ابو ہریرہؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عائشہؓ سے کثرت سے احادیث پیغمبر ﷺ مروی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ اور دیگر بزرگوں سے علم میں کم تھے یا انہیں آنحضرت ﷺ کے پاس رہنے کا ابو ہریرہؓ وغیرہ سے کم موقع ملا؟ اس سوال کا جواب تلاش کرتے وقت حدیث نبوی۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا و اعلم امتی بعدی علی بن ابی طالب زیر نظر رہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ مخصوص خدمات کیلئے بعض بندوں کو چن لیتے ہیں ہر جگہ ایک ہی حیثیت سے مقابلہ نہیں ہوتا۔ حضرت فاطمہؓ نہایت کم گو اور شرمیلی تھیں اور عمر بھی بعد از پیغمبر ﷺ ۶ ماہ پائی۔ ان سے روایت کم ہوئیں۔ حضرت حسنینؓ نے صغر سنی کی وجہ سے حضور ﷺ سے کم روایات کیں، پھر سیاسیات میں زیادہ مشغول رہے۔ حضرت حسنؓ کے ڈھائی تین صد شادیوں نے بھی کافی وقت لیا﴿جلاء العیون ص ۲۷۷﴾۔ تاہم آپؓ سے ۲۵۲۰ روایات مروی ہیں۔ حضرت علیؓ دیگر خلفاء کی طرح سیاسیات اور امور سلطنت میں مشغول رہے اس لئے علم کی نسبت کم احادیث مروی ہیں جیسے کہ خود خلفاء ثلاثہؓ سے بھی مکثرین کی نسبت کم احادیث مروی ہیں۔

رہے حضرت ابو ہریرہؓ ۵۸ھ، عبداللہ بن عمرؓ ۷۰ھ اور حضرت عائشہؓ ۵۸ھ، اہل سنت کے کثیر الروایہ حضرات، تو انہوں نے اپنی طویل زندگی کا نصب العین ہی قال اللہ وقال الرسول کو بنایا۔ ان

کے بڑے بڑے علمی حلقے درسگاہیں بن گئی تھیں اور امت پر ان کا یہ عظیم احسان ہے۔شیعہ حضرات بھی اپنا مذہب پنج تن کرام سے ثابت نہیں کرتے بلکہ ان کی روایات کا ۹۰، ۹۵ فیصد ذخیرہ حضرت باقرؒ اور جعفرؒ سے ہے۔فرمایئے کیا حضورﷺ کا علم شریعت ان سے کم تھا یا حضرت علیؓ، حسنینؓ، زین العابدینؒ، ان تابعین بزرگوں سے کم رتبہ اور کم علم تھے کہ ان سے شاذ و نادر ہی کسی باب میں ایک آدھ روایت ملتی ہے؟ اگر یقین نہ آئے تو اصول الکافی کا تجزیہ کرلیں۔رہی حدیث انا مدینة العلم تو یہ منکر، غیر صحیح بے اصل بلکہ موضوع ہے ﴿موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۴۰﴾۔اسی طرح اعلم امتی بعدی علی ابن ابی طالب ساقط الاعتبار اور موضوع ہے، صحاح تو کجا، کتب موضوعات میں بھی نظر سے نہیں گزری۔حضرت علیؓ سے علم و روایات نقل نہ کرکے خود شیعہ نے ان حدیثوں کو موضوع اور غلط ثابت کردکھایا۔و للہ الحمد

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۶: ملاں لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو شیعوں ہی نے قتل شہید کیا اور اب شیعہ اپنے اِن مذموم افعال پر روتے پیٹتے ہیں۔تو سانحہ کربلا کے موقع پر اہل سنت نے امام مظلوم کی مدد کیوں نہ کی جبکہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں اس وقت اہل سنت موجود تھے؟

جواب: فرقہ شیعہ کو ہی غدار اور قاتل حسینؓ بتانے والے معمولی ملاں نہیں بلکہ ان ملاؤں کے پیشوایان، حضرات اہل بیت کرامؓ ہی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

☆ حضرت حسینؓ نے دعا دی تھی ''اے اللہ ان شیعان کوفہ نے مجھے اپنی مدد کیلئے بلایا، پھر ہمیں قتل کرنے کے درپے ہیں۔اے اللہ ان سے میرا انتقام لے اور حاکموں کو بھی ان سے خوش نہ رکھ''۔﴿جلاء العیون ص ۴۰۵﴾ تاریخ میں ہر حکومتوں کے ہاتھوں شیعہ کی بربادی سمجھ میں آگئی۔

☆ ''اے بیوفا و غدار و مجبوری کے وقت اپنی مدد کیلئے تم نے ہمیں بلایا جب ہم آگئے تو کینے کی تلوار ہم پر چلائی''۔﴿جلاء العیون، ص ۳۹۱﴾

☆ ''تم پر تباہی ہو، حق تعالیٰ دونوں جہانوں میں میرا تم سے بدلہ لے گا خود اپنی تلواریں ایک دوسرے کے منہ پر چلاؤ گے اور اپنا خون خود بہاؤ گے اور دنیا سے نفع نہ پاؤ گے، اپنی امیدوں کو نہ پہنچو گے اور آخرت میں تو کافروں والا بدترین عذاب تمہارے لئے تیار ہے۔﴿جلاء العیون، ص ۴۰۹﴾

☆ جب شیعان کوفہ قتل کے بعد ماتم کرنے لگے تو زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تو ہم پر

روتے ہو تو بتاؤ ہم کو کس نے قتل کیا ہے"۔ ﴿جلاء العیون، ص ۴۱۱﴾

☆ سیدہ زینب ؓ نے ان گرگوں کے ماتم پر فرمایا: "تم نے ہمیشہ کیلئے اپنے کو جہنمی بنالیا۔ تم ہم پر ماتم کرتے ہو جبکہ تم ہی نے خود قتل کیا ہے۔ اللہ کی قسم یہ ضرور ہو گا کہ تم بہت روؤ گے اور کم ہنسو گے۔ تم نے عیب اور الزام اپنے لئے خرید لیا ہے۔ یہ دھبا کسی پانی سے زائل نہ ہو گا"۔ ﴿جلاء العیون، ص ۴۲۴﴾

☆ حضرت فاطمہ بنت حسین ؓ نے فرمایا: "اے کوفی غدارو! اور مکارو! ہمارے قتل کے بعد جلدی اپنے انجام کو پہنچو گے۔ پے در پے آسمان سے عذاب تم پر نازل ہوں گے جو تمہیں برباد کریں گے۔ اپنی کرتوتوں کی بدولت اپنی تلواریں اپنوں پر چلاؤ گے"۔ ﴿جلاء العیون، ص ۴۲۵﴾

شیعہ اگر قاتل اہل بیت ؓ نہیں تو واضح کریں یہ بددعائیں، سینہ زنی، خودکشی اور زدوکوب کی سزائیں کس کو مل رہی ہیں؟ شیعہ کی تاریخی مظلومیت اور بے کسی میں کیا راز ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ حضرت امام حسن ؓ پر بھی شیعہ ہی نے قاتلانہ حملہ کیا، ران کاٹی اور مصلیٰ سمیت سب مال ومتاع لوٹ لیا۔ تبھی تو امام حسن ؓ نے فرمایا تھا: "میرے شیعہ کہلانے والوں سے معاویہ ؓ میرے لئے بہتر ہیں"۔ ﴿احتجاج طبری، ص ۱۵۷﴾

شیعہ کتاب اعلام الوری ص ۲۱۹ پر قاتلین امام کی کیا خوب نشاندہی کی گئی ہے:

"اہل کوفہ نے آپ کی بیعت کی، نصرت کے ضامن بنے پھر بیعت توڑ دی اور آپ کو بے یار و مددگار دشمن کے حوالے کیا۔ آپ پر خروج کر کے آپ کا محاصرہ کر لیا جہاں حضرت حسین ؓ کا کوئی مددگار تھا اور نہ جائے فرار۔ ان لوگوں نے آپ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا پھر قدرت پا کر آپ کو اس طرح شہید کر دیا جس طرح آپ کے والد اور بھائی (ان کے ہاتھوں) شہید ہوئے تھے"۔

امید ہے اب معترض کو تسلی ہو چکی ہو گی۔

پہلی صدی ہی میں کروڑوں اہل سنت کا وجود تسلیم کر کے ان کی قدامت اور صداقت پر اور مذہب شیعہ کے خود ساختہ بدعت ہونے پر معترض نے مہر تصدیق ثبت کر دی۔ رہا یہ امر کہ اہل سنت نے کیوں حضرت حسین ؓ کی مدد نہ کی تو وضاحت یہ ہے کہ: "کوفہ شیعستان تھا" ﴿مجالس المومنین ص ۵۶﴾۔ ایک لاکھ تلواریں مہیا کر کے حکومت کے لئے آپ کو بلانے والے شیعہ ﴿جلاء العیون ص ۲۷۰﴾ کے متعلق یہ گمان نہ تھا کہ وہ خود ہی امام مظلوم مخدوع کو شہید کر کے اسلام زندہ کر دکھائیں گے۔ سب حضرات اہل مکہ اور حضرت علی ؓ کے کئی صاحبزادوں اور دامادوں نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا ﴿جلاء العیون ص ۳۷۰﴾ مگر حضرت جانے پر

ہی مصر رہے، تمام احتیاط کے طور پر ۵۰۔۶۰ نوجوان، اہل سنت نے آپ کے ساتھ کر دیئے جو آخر دم تک شرط وفاداری میں آپ کے ساتھ شہید ہوئے اور جن کے فرشتوں نے بھی کبھی مذہب شیعہ کا دعوی نہ کیا تھا (من ادعی فعلیه البیان) یہی وجہ ہے کہ شیعہ ذاکرین مجالس میں ان کا نام لینا ہی گناہ سمجھتے ہیں۔ پھر اہل سنت کے شہر دمشق میں قافلہ اہل بیت ؓ کے ساتھ کوفہ کی نسبت عمدہ سلوک ہوا ﴿جلاء العیون ۴۴۹ وغیرہ﴾۔ حسن صلہ میں حضرت زینب ؓ تو اسی شہر میں ٹھر گئیں اور شام میں تا ہنوز ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ پھر اہل سنت کے قابل صد افتخار مرکز مدینہ منورہ نے اہل بیت ؓ کو ہمیشہ کیلئے باعزت اپنے دامن میں ٹھرایا۔ پھر ان حضرات نے کوفہ کا نام ہی نہیں لیا۔ اہل مکہ و مدینہ کا احترام اہل بیعت ؓ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ ان کے سنی مذہب ہونے پر قاضی نور اللہ شوستری کی شہادت کافی ہے:

اما مکه و مدینه محبت ابو بکر و عمر بر ایشاں غالب است

مکہ اور مدینہ والوں پر حضرت ابو بکر و عمر کی محبت غالب تھی ﴿مجالس المومنین ص ۵۵، حال کوفہ﴾

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

سوال نمبر ۷: اگر حضرت علی ؓ کا حکومت وقت سے اختلاف نہ تھا تو ان تینوں حکومتوں کے دور میں کسی جنگ میں شریک کیوں نہ ہوئے؟ جب کفار سے جنگ کرنا بہت بڑی عبادت و سعادت ہے اور اگر کثرت افواج کی وجہ سے ضرورت محسوس نہ ہوئی تو جنگ جمل اور صفین میں بنفس نفیس کیوں ذوالفقار کو نیام سے نکال کر میدان میں اترے۔ کیا خالد بن ولید ؓ، حضرت علی ؓ سے زیادہ شجاع تھے یا حکومت وقت کے ساتھ علی ؓ کے تعلقات اچھے نہ تھے کہ سیف اللہ کا خطاب خالد بن ولید ؓ کو مل گیا؟ نیز تعلقات اچھے ثابت کرتے ہوئے تاریخ طبری سے جو دو مکالمے مولانا شبلی نے کتاب الفاروق ص ۲۸۵ پر نقل کیے ہیں، پیش نظر رہیں۔ انصاف سے یہ دونوں مکالمے جو حضرت عمر ؓ اور حضرت عبد اللہ ابن عباس ؓ کے مابین ہیں، پڑھ کر فیصلہ صادر فرمائیں۔

جواب: شیعہ خیال کے برعکس یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی ؓ کے خلفاء ثلاثہ ؓ کے ساتھ بہترین تعلقات تھے۔ ''ان کی شوری کے ممبر تھے'' ﴿کنز العمال، ص ۱۳۴ ج ۳۔ طبقات ابن سعد۔ الفاروق، ص ۲۸۳﴾۔ ''عہد راشدہ میں قاضی و مفتی بھی تھے ﴿ازالۃ الخلفاء ص ۱۳۰۔ الفاروق ص ۳۴۳﴾۔ ''غیر موجودگی میں نائب خلیفہ بھی تھے'' ﴿فتوح البلدان، ص ۱۴﴾۔ ''خلافت کیلئے نامزد ۱۱۶ افراد کی کمیٹی کے ممبر تھے۔ بوجہ حضرت عمر ؓ کو زیادہ پسند تھے''۔ ﴿الفاروق ۲۶۵﴾۔

''خلفاء کے کسی امرونہی سے اختلاف نہ کرتے تھے حتی کہ اپنے عہد خلافت میں بھی قضاہ کو حسب سابق فیصلوں کا پابند بنایا'' ﴿بخاری ص ۵۲۰ ج ا۔ مجالس المومنین ص ۵۴ ج ا﴾۔ ''خلفاء سے عطایا اور تنخواہیں وصول کرتے تھے'' ﴿طبری و کتاب خراج ص ۲۴﴾۔ ''حضرت حسینؓ کیلیے ایرانی مفتوحہ باندی شاہ بانو کو قبول کیا جس سے سادات کی نسل چلی'' ﴿جلاء العیون ۴۹۶﴾۔ ''ہر وقت خلفاء کی تعریف میں رطب اللسان رہتے'' ﴿نہج البلاغہ ص ۲۵۔ ۱۸۷۔ ۱۹۷﴾۔ آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو سنت کا قائم کرنے والا اور کما حقہ خدا کا مطیع اور متقی بتایا۔ حضرت عمرؓ کو تمام مسلمانوں کا مرجع جائے پناہ۔ قیم الامر (فرمانروا) رعایا کیلیے ایسا منتظم جیسے ہار کے موتیوں کیلیے دھاگہ، قطب زماں وغیرہ فرمایا جس میں صراحۃ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کی تصدیق ہے۔ حد یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو اپنی صاحبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیاہ دی ﴿فروع کافی ص ۱۴۱ ج ۲﴾۔ مجالس المومنین ص ۸۸ پر ہے کہ اگر دختر نبی بعثمان دار ولی ودختر بعمر فرستاد یعنی اگر پیغمبر ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمانؓ کو دی تو ولی پیغمبر حضرت علیؓ نے عمر کو بیٹی دے دی۔ اس محبت و تعلق اور نمک خواری کے باوجود شیر خدا کا خلافت راشدہ میں بقول شیعہ کے جہاد نہ کرنا اور اپنے زمانے میں قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کرنے والوں پر چڑھائی کرنا اور بنفس نفیس ذوالفقار نیام سے نکالنا (انقلاب زمانہ دیکھیے یہ اعتراض اعداء مرتضیٰؓ نواصب نے کیا تھا مگر اب شیعہ بھی وہی بولی بول رہے ہیں۔ افراط و تفریط کا انجام یہی ہے لیکن جو جواب ہم نے نواصب کو دیا تھا وہی روافض باطن دشمنان علیؓ کو دے رہے ہیں)۔ اس کا جواب شیعہ کے ذمہ ہے، ہمارے ذمہ نہیں۔ ہمارے نزدیک اب معمولی سپاہی کی حیثیت سے میدان جنگ میں لڑنا آپؓ کے شایان شان نہ تھا بلکہ وزارت، قضاء و افتاء، خلافت کی نیابت وغیرہ امور میں خلافت راشدہ اور اسلام کی جو خدمت آپؓ نے کی وہ سپاہ گری اور شمشیر زنی سے بڑی خدمت تھی۔ ''البتہ اجراء حدود میں خلافت راشدہ کے مقررہ جلاد بھی تھے''۔ ﴿بخاری ۵۴۷ ج ا﴾

حضرت علیؓ کے بجائے حضرت حسنینؓ کی غزوہ افریقہ اور قسطنطنیہ میں شرکت جہاد، خلافت راشدہ اور حضرت معاویہؓ کی صداقت پر دلیل شافی ہے ﴿ملاحظہ ہو تاریخ اسلام، باب غزوہ افریقہ در عہد عثمان۔ البدایہ، ص ۳۲ ج ۸ وغیرہ﴾۔ اگر یہ حق نہ ہوتیں تو حضرت علیؓ خلفاء سے تعاون نہ کرتے اور حسنؓ و حسینؓ ان کے ماتحت جہاد نہ کرتے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ گو کہ حضرت علیؓ سے اشجع نہ ہوں مگر کفاران کے ہاتھوں زیادہ قتل ہوئے۔

''حضرت زید بن حارثہؓ اور جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد غزوہ موتہ میں کمان سنبھالنا اور تین

ہزار معمولی لشکر کو ایک لاکھ مسلح رومی فوجیوں پر غالب کر دکھانا ہی دربار نبوی سے فاتح اور سیف اللہ کا لقب ملنے کیلئے کافی ہے" ﴿بخاری ۵۳۱ ج ا و ۶۱۱ ج ۲﴾۔

یہیں نو تلواریں آپ ؓ کے ہاتھ سے ٹوٹیں (تاریخ)۔ یہی تو ہماری دلیل ہے کہ جہاد میں اخلاص، ثابت قدمی اور معیت پیغمبر فضیلت کیلئے کافی ہے۔ بالفعل زیادہ قلت کرنا افضلیت کی دلیل نہیں ورنہ خود حضور ﷺ اور حضرت ابو درداءؓ، ابوذرؓ اور سلمانؓ (عند الشیعہ مسلمان) کی مقتولین کی تعداد بتائی جائے؟ کثرت قتل کے باوجود جیسے حضرت خالد ؓ ان بزرگوں سے افضل نہیں، ایسے ہی حضرت علی ؓ بھی خلفاء ثلاثہ ؓ سے افضل نہیں۔ رہے بحوالہ الفاروق، ص ۲۶۵۔ طبری، کے کہ حضرات عباس ؓ و عمر ؓ کے مابین مکالمے، تو وہ اس لائق نہیں کہ ان پر بنیاد رکھ کر حضرات اہل بیت ؓ اور خلفاء ؓ پر اقتدار طلبی اور حسد کا مکروہ الزام لگایا جائے۔

اولاً دونوں کی سند منقطع اور مجاہیل سے ہے۔ ایک معلوم راوی سلمہ ابرش قاضی رے شیعہ اور منکر الحدیث تھا۔ "اہل رے بداعتقادی کی وجہ سے اس سے متنفر تھے" ﴿میزان الاعتدال، ص ۱۹۲۔ ۲﴾۔ ثانیاً یہ شیعہ کو چنداں مفید بھی نہیں۔ جب اس مکالمہ کی رو سے حضرت علی ؓ کی طرفدار ان کی قوم بھی نہیں اور شیعہ حضرات بھی حرب تقیہ رکھنے کے باوجود ایک ہاشمی کی بھی نشاندہی نہیں کر سکتے جس نے بقول شیعہ حضرت علیؓ کے حق خلافت کی تائید کی ہو۔ پھر آپ ؓ کیسے دعوی خلافت کر کے لوگوں کی نظروں میں معتوب ہوتے اور خلفاءؓ سے کشیدہ اور بے زار رہتے؟ کیا قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء (آل عمران ع ۳) اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے جسے چاہتا ہے بادشاہ بناتا ہے اور لیستخلفنھم فی الارض (یقیناً اللہ ان صحابہ کرام ؓ کو خلیفہ فی الارض بنائے گا) جیسی آیات حضرت ابن عباس ؓ اور حضرت علی ؓ کے پیش نظر نہ تھیں؟ جب اللہ تعالی نے حسب وعدہ ایک حق حقدار کو پہنچا دیا اور آیت استخلاف کو حضرت عمر ؓ پر حضرت علی ؓ نے ہی چسپاں کیا ﴿نہج البلاغہ مع شرح فیض الاسلام نقی، ص ۳۳۲ ج ۱۱ ایران﴾۔ تو پھر تمنائے خلافت یا خلفاء پر حسد کیسا؟

افسوس! کہ شیعہ حضرات اپنا باطل نظریہ ثابت کرنے کیلئے ان بزرگوں پر حسد و لالچ کا الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر محسود بالفرض کوئی ہو تو وہ خلفاء اسلام ہی ہیں کہ سب امت کے دل میں بس کر نیابت پیغمبر کا حق ادا کر رہے تھے اور خدا نے اشاعت اسلام اور فتوحات کے دروازے ان پر کھول دئے تھے۔ بنو ہاشم نہیں کیونکہ نبوت سے فیض یاب ہونے میں وہ سب صحابہ ؓ شریک تھے۔ لوگوں کے دلوں میں مکرم و معظم بقول شیعہ تھے ہی نہ (حسب روایت مجلسی لوگوں کے دلوں میں ابوبکر و عمر جیسے سامری و بچھڑے کی محبت رچی ہوئی تھی۔

حیات القلوب، ص۵۶۱ ج۲)۔ پھر کس بات میں ان حضرات پر کوئی حسد کرتا؟

الغرض بغض وحسد کا الزام قطعاً غلط ہے۔ سب صحابہؓ واہل بیتؓ آپس میں مہربان تھے۔ ارشاد قرآن سچا ہے۔ ان کی الفت کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

جب حضرت ابوبکرؓ تلوار لے کر جیوش اسلامیہ کی قیادت کرتے ہوئے مدینہ سے ذی القصہ کی طرف روانہ ہوگئے تو حضرت علیؓ نے آپؓ کی باگ تھام کر فرمایا:

''اے خلیفہ رسول ﷺ! واپس ہو جائیں، اگر خدانخواستہ آپ کو گزند پہنچا تو پھر کبھی اسلامی مملکت کا نظام قائم نہ ہو سکے گا''۔ ﴿البدایہ والنہایہ ص۳۱۴﴾

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر۸: اگر حسبنا کتاب اللہ ایک امتحان کا جواب تھا جو عمرؓ نے درست دیا، تو اسی واقعہ قرطاس میں اس بزرگ نے کس سیاست کے تحت ارشاد فرمایا کہ اس مرد کو ہذیان ہو گیا ہے۔ (دیکھو بخاری شریف الفاروق ص۱۱۲)

جواب: صحاح اہل سنت کی روشنی میں حضرت عمرؓ کی طرف ہذیان کہنے کی نسبت صریح بددیانتی ہے۔ کیونکہ حدیث قرطاس میں ایتونی فتنازعوا فقالوا ما شانه، اهجر استفهموه، فذهبوا فاختلف اهل البيت فاختصموا ﴿بخاری ص۴۲۹، ۴۹۷ ج۱، ۱۰۹۵، ۶۳۵، ۷ ج۲ وغیرہ﴾ میں یہ سب جمع کے صیغے ہیں جھگڑے کی نسبت بھی اہل بیتؓ کی طرف ہے۔ حضرت عمرؓ نے تو صرف اس قدر فرمایا تھا کہ حضور ﷺ کو سخت تکلیف ہے (لکھوانے کی تکلیف نہ دو) ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ یہ کہنا کوئی جرم نہیں کیونکہ یہ آیت اولم یکفهم انا انزلنا علیک الکتاب (پ۲۱ ع۱) کیا ان کو ہماری نازل کردہ کتاب کافی نہیں، کا مفہوم وترجمہ ہی ہے۔ حضرت علیؓ نے نہج البلاغہ میں اور امام جعفر صادقؒ نے کافی میں کئی جگہ کتاب اللہ پر انحصار فرمایا۔ جیسے یہاں مفہوم مخالف مراد لے کر حدیث کی حجیت سے انکار درست نہیں تو قصہ قرطاس میں بھی درست نہیں تاکہ رد قول پیغمبر لازم آئے۔

البتہ صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کو اپنا اسم گرامی مٹانے کا اس سے صریح ترشخصی حکم تھا مگر آپؓ نے قسمیہ انکار کیا پھر خود حضور ﷺ نے مٹایا۔ علاوہ ازیں اهجر کے معنی ہذیان لینا ہی غلط ہے۔ مشترک و ذوالوجوہ لفظ کے معنی محل وقرینہ کے لحاظ سے متعین ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں یہی ۶ بار مادہ وصیغہ استعمال

ہوا ہے مثلا تھجرون ،فاھجرھم ،ھجرا جمیلا ﴿مزمل﴾ سب جگہ چھوڑنے اور علیحدگی کے معنی میں ہے۔فھجرت ابا بکر ان یھجر اخاہ جیسی احادیث میں بھی ترک اور جدائی کا معنی متعین ہے تو پھر اس قصہ میں ہی یہ معنی کیوں درست نہیں؟ کیا لغت کے صرف ایک ہی معنی ہذیان پر اصرار، صریح عمرؓ دشمنی نہیں؟ یہاں مناسب معنی یہ ہے جیسے قاموس میں تصریح ہے: ''کیا آپ دنیا چھوڑ کر جانے والے ہیں، آپ سے پوچھ لو'۔ اگر ہذیان کے معنی لئے جائیں تو پوچھ لو بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ مخبوط العقل سے پوچھا نہیں جاتا۔''شارحین اہل سنت علامہ کرمانی اور نووی وغیرہ یہی معنی کرتے ہیں'' ﴿حاشیہ بخاری ۶۳۸ ج ۲﴾۔فرض کریں کہ معنی وہی ہیں تو استفہام انکاری ہے، ہذیان کی تو نفی ہو گئی۔شبلی نے صرف ایک معنی لکھ کر پھر اس کی حضرت عمرؓ سے نفی بھی کی ہے۔

الغرض آپ ﷺ کا قلم دوات مانگنا، امتحان تھا۔صحیح جواب ملنے پر آپ ﷺ خاموش رہے۔ورنہ اگر (بقول شیعہ) بحکم خداوندی خلافت علیؓ کا فیصلہ لکھنا ہوتا تو پھر ضرور لکھواتے۔قول عمرؓ اور لوگوں کے اختلاف کی پرواہ نہ کرتے۔حضرت علیؓ اور اہل بیتؓ ہی قلم دوات لاکر اپنا حق لکھوالیتے۔حتی کہ اس واقعہ کے چار دن بعد تک آپ ﷺ زندہ رہے، زبانی ہی وصیت کر دیتے، ورنہ تبلیغ رسالت میں کوتاہی لازم آتی ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر۹: ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے کسی کی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ پیغمبر کے انتقال پر امت نے نبی کے جنازے پر خلیفہ کے انتخاب کو فوقیت دی ہو؟ اگر ایسی کوئی مثال ماسلف میں نہ ملے تو امت مصطفیٰ ﷺ نے ایسا کرنا کیونکر مناسب سمجھا؟

جواب: سابقہ پیغمبر کے خلفاء بھی تدفین سے قبل متعین ہو جاتے اور امت ان پر اتفاق کر لیتی۔جیسے حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نونؑ۔سابقہ کسی پیغمبر کی کیا حاجت ایک شریعت دوسری سے مختلف ہوسکتی ہے۔ جیسے مشکوٰۃ شریف میں صحیحین کی روایت ہے کہ:

''بنی اسرائیل کی سیاست اور حکومت انبیاءؑ کیا کرتے تھے۔جب ایک نبی فوت ہوتا دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا۔میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ہاں خلفاء ہوں گے جن کی تعداد بہت ہوگی''۔

معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاءؑ کے عہد میں انتخاب کی ضرورت ہی نہ تھی، ہاں ختم نبوت کی وجہ سے اس امت کو انتخاب کی ضرورت تھی۔اس کا پہلی امم پر قیاس کرنا باطل ہوا مع ہذا سید الرسل ﷺ و اصحابہؓ کی امت

میں یہی قانون ہے کہ امت کسی وقت بھی قائد کے بغیر نہ ہو۔ خود شیعہ کے ہاں یہ اصول مسلم ہے کہ: ''نبی یا امام کے آخری ایام میں اس کا جانشین بنا دیا جاتا ہے'' ﴿فی آخر دقیقة من حیات الاول، کافی ص ۲۷۵ ج ۱﴾۔ ''حضرت حسن ؓ والد ماجد کی تدفین سے قبل ہی منبر خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنے فضائل بیان کرنے کے بعد بیعت لینا شروع کی'' ﴿جلاء العیون ص ۲۱۹﴾۔ جب ہر شیعہ امام اپنے پیشرو کی وفات سے قبل امام بن جاتا ہے لہٰذا اگر حضور ﷺ کا جانشین قبل از تدفین بنا دیا جائے تو کیا برائی ہے؟

''صحابہ کرام ؓ نے چند گھنٹے بھی بلا خلیفہ ہونا مکروہ جانا'' ﴿طبری ۲۰۷ ج ۲﴾۔

مدینہ کے اس وقت کے مخصوص حالات سے قطع نظر عقلاً یوں بھی انتخاب ضروری ہے کہ امت کا ہر کام امام کی نگرانی میں ہو اور اختلاف پیدا نہ ہو یا امام اسے مٹا دے۔ ''چنانچہ سیدنا حضرت ابو بکر ؓ کے انتخاب کے بعد جائے تدفین میں اختلاف ہوا۔ آپ ؓ کے ارشاد پر آپ ﷺ کو جائے ارتحال پر دفن کیا گیا'' ﴿طبری ۲۱۳ ج ۲﴾۔ ''آخری وصایا تجہیز و تدفین حضور ﷺ نے آپ ؓ ہی کو فرمائیں اور دوسروں کو بتانے کا حکم دیا'' ﴿جلاء العیون ص ۷۰﴾۔ اور آپ نے بامر نبوی اس کام کو تقسیم کیا۔ جنازہ کے وقت نہ صرف آپ ؓ موجود تھے بلکہ لوگ آپ ؓ کو بروایت (جلاء العیون ص ۷۰) امام بنانا چاہتے تھے۔ ''لیکن حضرت علی ؓ کے مشورے سے فرداً فرداً تمام مہاجرین ؓ و انصار ؓ نے نماز پڑھی اور مدینہ و نوح مدینہ کا کوئی آدمی یا مرد یا عورت باقی نہ رہا جس نے جنازہ بصورت دعا نہ پڑھی ہو'' ﴿اصول کافی باب مدفنه و صلاته علیه۔ حیات القلوب ص ۶۹۷ ج ۲﴾

اہل سنت کی معتبر تاریخ البدایہ والنہایہ اور طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابو بکر ؓ کے مشورے سے ۱۰، ۱۰ آدمیوں نے فرداً فرداً حجرے میں بصورت دعا نماز جنازہ سب مسلمانوں نے پڑھی (حضرت ابو بکر ؓ و عمر ؓ پر تدفین و جنازے میں غیر حاضری کا طعن صریح جھوٹ ہے)۔

بیعت امام ایک اسلامی فریضہ تھا جو بہر صورت ادا کرنا تھا اگر قبل از تدفین وجود میں آ گیا تو شیعہ کو کیا دکھ ہے؟ حسب روایت شیعہ ﴿در کافی ص ۲۴۴۔ رجال کشی، ص ۸﴾ وغیرہ (کہ حضرت علی ؓ کا سوائے تین چار شخصوں کے کوئی طرفدار ہی نہ تھا) اگر ایک مہینہ بھی انتخاب موخر ہو جاتا تو بھی حضرت علی ؓ کو خلافت نہ ملتی۔ ہاں امت افتراق و اختلاف کا شکار ہو جاتی۔ منافق سازش کرتے، فتنہ ارتداد اور کفار کی یلغار کو روکنے والا کوئی نہ ہوتا۔ پیغمبر اسلام کی وفات کے ساتھ اسلام کا جنازہ بھی اٹھ جاتا تو آج شیعہ خوشی سے بغلیں بجاتے۔ جیسا کہ آج بھی ان کا قطعی متفقہ عقیدہ ہے کہ:

''حضور ﷺ کی وفات کے بعد سوائے چار آدمیوں کے سب مرتد ہوگئے''۔ ﴿روضہ کافی ص ۲۴۶۔۲۹۶، مامقانی نے تنقیح المقال ص ۲۱۶ میں ان روایات کو متواتر کہا ہے﴾

یہ ہے ان کا اسلام اور پیغمبر ﷺ کی محبت اور قربانی سے محبت حیف ایسے اسلام اور عقیدہ امامت پر۔ آخر میں بطور الزام یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ بنو ہاشم کو مرض وفات ہی میں خلافت کا فکر تھا۔

''حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کو حضور ﷺ کے پاس لیجانا چاہا۔ مگر آپؓ نے فرمایا کہ میں نہ پوچھوں گا کیونکہ اگر آپ ﷺ نے انکار فرمادیا تو پھر کوئی امید باقی نہ رہے گی''۔ ﴿بخاری، مرض نبی ﷺ﴾

''پھر تجہیز و تدفین سے پہلے انصار سقیفہ میں اکرجمع ہوئے تو بنو ہاشم و علیؓ حضور ﷺ کو اپنے گھر میں چھوڑ کر حجرہ فاطمہؓ میں جمع ہوئے۔ طلحہؓ و زبیرؓ ان کے ساتھ تھے''۔ ﴿طبری، ص ۱۸۲﴾

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۰: ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے کسی کی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ پیغمبر کے انتقال پر پیغمبر کی اولاد کو باپ کے ترکے سے محروم کردیا گیا ہو؟ جیسا کہ حضرت فاطمہؓ کو حدیث نحن معاشر الانبیاء لا مراث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ خلیفہ وقت نے سنا کر باپ کی جائیداد سے محروم کردیا تھا۔ (دیکھو بخاری ص ۱۶۱)

جواب: واقعی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کی مثال نہیں ملے گی کہ ان کی اولاد میں مالی ورثہ تقسیم ہوا ہو۔ قرآن پاک میں حضرت سلیمانؑ، داؤدؑ، زکریاؑ اور آل یعقوبؑ کا وارث بننے کا جو ذکر ہے وہ علم نبوت کی وراثت ہے نہ کہ مالی وراثت کا۔ حضرت سلیمانؑ اور دیگر انبیاء کی یہی وراثت حضور ﷺ کو ملی۔ پھر حضور ﷺ سے حسب عقائد شیعہ، آئمہ اہل بیت کو تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ﴿اصول کافی ۲۲۵ ج ۱، کتاب فضل العلم، باب ان الائمۃ ورثۃ العلم ص ۲۲۲، باب حالات الائمہ ص ۳۸، باب ان الائمہ ورثو اعلم النبی ص ۲۲۳﴾

حضرت ابوبکرؓ نے صحیح حدیث پیش کی۔ حضرت جعفر صادقؒ نے بھی یہی فرمایا کہ: ''ان الانبیاء لم یورثو درھما ولا دیناراً وانما اورثو العلم'' کہ انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی، علم و نبوت ہوتی ہے ﴿اصول کافی، ص ۳۲﴾۔

اگر بقول شیعہ ''یہ صرف ہمارے پیغمبر ﷺ نے نرالا دستور نکالا کہ زندگی میں جس صاحبزادی کے گھر

میں فقر و فاقہ پسند کرتے اور بدن سے زیور بھی اتروا لیتے تھے'' ﴿جلاء العیون ص ۱۰۱﴾۔ بعد از وفات صرف ۷۵ دن یا چھ ماہ کی زندگی کیلئے باغ فدک جیسی وسیع جائیداد یا نصف دنیا کے برابر (جبل احد تا عریش مصر اور گوشہ سمندر سے دومۃ الجندل تک، کافی ص ۴۵۵) ہبہ کر گئے ہوں۔ جبکہ وہ مال فے قرآن نے مصارف کا حق بتایا ہے ﴿حشر ع ۱﴾ اور بصورت وراثت ازواج مطہرات ؓ اور دیگر رشتہ داروں کا بھی حق بنتا ہے۔ ''دو دو ماہ تک گھر میں آگ نہ جلانے والے اور پیٹ پر پتھر باندھنے والے، میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ہوں، نہ بناوٹ کرتا ہوں'' ﴿سورہ ص ع ۵﴾ کا اعلان کرنے والے زاہد ترین پیغمبر اعظم ﷺ پر اس سے بڑا اور بہتان نہیں ہو سکتا جو ۱۵۱۷ ہزار روپے میں خون اہل بیت کی لوری بیچنے والے نام نہاد شیعان علی نے فدک حضرت فاطمہ ؓ کی آڑ میں اہل بیت نبوی ﷺ پر لگایا ہے۔ اگر حضرت ابو بکر ؓ نے اس حق سے حضرت فاطمہ ؓ کو محروم کیا تھا تو حضرت حسن ؓ و حضرت علی ؓ نے اپنے عہد خلافت میں کیوں نہ دیا؟ کیا یہ بھی ظالم و غاصب تھے؟

قدرت نے دربار صدیق ؓ میں حضرت فاطمہ ؓ سے تولیت کا یہ دعویٰ کروا کر جہاں مسئلہ وراثت الانبیاء کو مبرہن کرا دیا اور آپ ؓ مطمئن ہو کر خاموش رہیں، وہاں حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی خلافت حقہ پر فاطمی تصدیق کر دی کہ اگر آپ ؓ کو خلیفہ برحق، جانشین پیغمبر اور تصرفات مالیہ نہ مانتیں تو کبھی آپ ؓ سے سرپرستی نہ مانگتیں بلکہ حضرت علی ؓ سے مانگتیں۔ کیا فدک حضرت ابو بکر ؓ کی جیب میں پڑا ہوا تھا یا خلیفہ ہوتے ہی حضرت فاطمہ ؓ کے مزارعین کو بے دخل کر کے سرکاری مزارعین کو دے دیا تھا؟

عطیہ وھبہ کے متعلق کنز العمال کی جملہ سنی روایات مجروح و مردود ہیں۔ ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال ص ۲۰۱۔ ۲۲۸ ج ۲۔ عمدۃ القاری ص ۲۰ ج ۱۰)۔

''ان سب میں عطیہ عونی شیعہ کذاب و مدلس ہے جو ابو سعید کلبی وضاع سے روایات کرتا ہے اور حضرت ابو سعید خدری ؓ کا وہم دلاتا ہے''۔ ﴿از افادات علامہ تونسوی﴾

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

سوال نمبر ۱۱: قرآن پاک میں قدرت کا اشارہ ہے: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿نساء پ ۵ ع ۹﴾۔ جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو جان کر پس سزا اس کی دوزخ ہے ہمیشہ رہنے والا بیچ اس کے اور غصہ ہوا اللہ اوپر اس کے اور لعنت کی اس کو اور تیار رکھا ہے واسطے اس کے عذاب بڑا ﴿ترجمہ شاہ رفیع الدین﴾۔ ارشاد فرمائیں کہ مومن کو عمداً

قتل کرنے والا لعنتی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا تو جمل، صفین اور نہروان کے کل مقتول ۸۰ے ۵ کے قاتل کہاں جائیں گے؟ کیا کلام مجید کے قوانین سے صحابہ کرام مستثنیٰ ہیں؟

جواب: اصل تحقیقی جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ صحابہ کرام ؓ کی ان جنگوں پر صادق نہیں آتی کیونکہ نہروان والے خوارج میں ایمان کی شرط نہ تھی۔ حدیث مرفوع میں ان کے قاتل کی مدح مذکور ہے کہ وہ حق کے قریب ترین گروہ ہوگا۔ جمل کا معرکہ دھوکہ اور لاعلمی سے ہوا۔ عمداً کی شرط نہ پائی گئی۔ صفین میں گو طرفین سے ایمان اور فی الجملہ عمد تھا مگر طرفین اپنے اجتہاد کی رو سے آیت فقاتلو التی تبغی حتی تفی ء الی امر اللہ (اس گروہ سے لڑو جو فتنہ چاہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے حکم کی طرف آ جائیں) پر ہی عمل پیرا ہوئے۔ لشکر علویؓ نے اہل شام کو باغی جانا اور اہل شام نے قاتلان حسینؓ اور سبائیوں کو جو لشکر علویؓ میں بکثرت تھے جانا اور ان سے جنگ کی اپنے علم و اجتہاد میں ہر فریق صاحب دلیل اور معذور تھا۔ ارشاد نبوی کے مطابق مجتہد خاطی پر کوئی گرفت نہیں ہوتی اور التزامی یہ ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ میں مست شیعہ معترض، اس سوال میں حضرت علیؓ پر ہی (العیاذ باللہ) فتویٰ لگا رہا ہے۔ کیونکہ ”جنگ نہروان میں حضرت علیؓ نے ہی آپ کی امامت کو منصوص من اللہ (ان الحکم الا للہ) کہنے والے شیعان علی کو خروج کی بنا پر تہہ تیغ کر کے خوشی منائی“۔ ﴿طبری ص۸۹ ج ۵﴾

”کوفہ اور کچھ اہل مدینہ سے لشکر جرار لا کر بصرہ کے مقام پر حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور ام المومنینؓ طالبان قصاص عثمانؓ کو لشکر علویؓ نے ہی صلح کر چکنے کے بعد غدر کر کے تہہ تیغ کیا اور اس پر اب شیعہ کو فخر بھی ہے“ ﴿طبری ص ۴۸۹ تا ۴۹۴ ج ۴﴾۔ ”اور کوفہ سے لشکر جرار لا کر حضرت علیؓ نے شام پر چڑھائی کی“ ﴿طبری ۵۶۳ ج ۴﴾۔ ”اور صفین کے مقام پر از خود خونریز معرکہ برپا کیا“ ﴿طبری ص ۵۷۴ ج ۴﴾۔ ”فریق مخالف تو محض قصاص عثمانؓ مظلوم کے طالب تھے۔ انہیں تو دفاع کرنا پڑا، بعد از قصاص بیعت حضرت علیؓ چاہتے تھے“ ﴿طبری ص ۶ ج ۵﴾۔ اب فرمایئے! بلوایان عثمان کی سازش سے ان جنگوں کا ہیرو اور قاتل المسلمین کون ٹھہرا اور قرآنی فتویٰ کس پر چسپاں ہوا؟

اہل سنت نے اس پس منظر کو جانتے ہوئے حضرت علیؓ اور آپ کے لشکر کو اور اسی طرح طالبین قصاص کو خطرناک قرآنی فتوے سے بچانے کیلئے متفقہ طور پر استثنائی فیصلہ دیا کہ یہ خانہ جنگیاں اجتہادی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔ طرفین سے طلب صواب میں ہی یہ کام ہوا، نیت ہر ایک کی نیک تھی۔ دونوں کے صحیح النیت مقتول بھی جنتی ہیں اور طعن و تشنیع بھی کسی پر روا نہیں۔ فرمایئے اس فیصلے سے آپ کو کیا دکھ ہے؟ اور آپ کا کیا نقصان

ہوتا ہے؟ ہم تو مسلمان ہیں اور فاصلحو بین اخویکم (بصورت لڑائی اپنے بھائیوں میں صلح کرواؤ) کے تحت یہ مصالحانہ فیصلہ کیا۔ اس مفید مسلمین فیصلے سے آپ کا انکار کیا دشمن اسلام اور دشمن علیؓ ہونے کی صریح پختہ دلیل نہیں؟

''اگر اہل سنت کا یہ فیصلہ نہ ہوتا تو مسلمانوں کی عظیم اکثریت ان جنگوں کی بدولت حضرت علیؓ سے اسی طرح الگ ہوتی جیسے خود ان کے دور حکومت کے اواخر میں سوائے صوبہ حجاز اور کچھ عراق کے لوگ حضرت امیر معاویہؓ کی طرفدار ہوگئی اور حضرت علیؓ کو مصالحت کرنا پڑی''۔ ﴿طبری ص ۱۴۰ ج ۵، ازالۃ الخلفاء﴾۔

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ اندیشہ صحیح ثابت ہوکر رہا کہ حضرت معاویہ ولی دم عثمان پوری ملت اسلامیہ کے ایک دن خلیفہ بن جائیں گے کیونکہ ارشاد ہے: وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً فَلاَ يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوراً ﴿پ ۱۵، ع ۴﴾ (جو شخص ظلماً قتل ہوجائے اس کے ولی الدم کو ہم غلبہ دیں گے پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے بے شک منجانب اللہ اس کی مدد کی جائے گی)۔

شرکاء و شہداء جمل و صفین کے متعلق معترض کو حضرت علیؓ کے اس فیصلے پر ایمان لا کر کفر سے توبہ کرلینی چاہیے:

قتلای وقتلی معاویة فی الجنة۔ یعنی میرے لشکر کے مقتول اور معاویہ کے لشکر کے مقتول جنت میں ہوں گے۔ ﴿رواہ الطبرانی﴾

نیز حضرت علیؓ کا یہ مشہور خطبہ ہے جس میں آپ نے جمل و صفین کی روئیداد اور فیصلہ کو اپنی مملکت میں نشر کیا کہ:

''ہمارے معاملے کی ابتداء یوں ہوئی کہ ہم اور شامی جماعت برسرپیکار ہوگئے حالانکہ کھلی بات ہے۔ ہمارا پروردگار ایک، ہمارا نبی ایک (اس میں شیعہ عقیدہ امامت کا ذکر نہیں)، ہماری اسلام کی طرف دعوت ایک، نہ ہم ان شامیوں سے اللہ پر ایمان لانے اور حضور ﷺ کی تصدیق میں زیادتی کے خواہاں ہیں، نہ وہ ہم سے یہ چاہتے ہیں۔ ہر بات ایک اور متفق علیہ ہے بجز اس کے کہ حضرت عثمانؓ کے خون میں ہمارا اختلاف ہوا اور ہم اس سے بری ہیں''۔ ﴿نہج البلاغہ ص ۱۲۵ ج ۳﴾

قاضی امت حضرت علیؓ کے اس فیصلے نے حضرت معاویہؓ و اہل شام کو برحق مومن کامل بتا دیا۔ اس فیصلے کا منکر، منکر علیؓ اور منکر علی عند الشیعہ جہنمی ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر۱۲: وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۔﴿توبہ ع۱۲﴾ اور تمہارے گردونواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں، ہم انہیں دہرا عذاب دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے ﴿ترجمہ شاہ رفیع الدین﴾۔ یہ آیت نبی ﷺ کی زندگی میں منافقوں کے وجود کے بارے میں شہادت دے رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد یہ منافقین کہاں گئے؟ نبی ﷺ کی وفات کے بعد دو گروہ وجود میں آئے، ایک حکومت اور دوسرا بنو ہاشم۔ ارشاد فرمائیں کہ منافقین کس گروہ میں شامل ہو گئے تھے؟

جواب: عہد نبوی ﷺ میں بالعموم یہود میں سے منافق ضرور تھے۔ مگر مسلمانوں کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں وہ ایک فیصد بھی نہ تھے، باوجود سازشی ذہن رکھنے کے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے انجام کے متعلق ان کو فرمایا:

☆ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ اور اس صورت میں تم کو فائدہ حیات بھی کم دیا جائے گا۔ ﴿احزاب ع ۲۔ ترجمہ مقبول﴾

☆ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۔ پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہیں گے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی رہے گی اور جہاں کہیں سے پکڑے جائیں گے، پکڑے جائیں گے اور ایسے قتل کیے جائیں گے جیسے قتل کرنے کا حق ہے۔ ﴿احزاب ۸۔ ترجمہ مقبول﴾

☆ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ اے رسول تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ عنقریب ہم ان کو دہرا عذاب دیں گے۔ ﴿توبہ ع ۱۔۱۲۔ ترجمہ مقبول﴾

معلوم ہوا کہ بموجب قرآن حکیم منافق زیادہ تر حضور ﷺ کے زمانے میں ہی ختم ہو گئے تھے اور کچھ وفات نبی کے بعد کھلے مرتد ہو کر مقتول و مردود ہوئے۔ منظم جماعت میں ان کا وجود ہی باقی ہی نہ رہا کہ وہ علی الاعلان اسلام کی مخالفت کرتے یا منافقانہ اسلامی حکومت میں مل کر اپنا اثر پھیلاتے۔ کیونکہ یہ قرآنی پیشگوئی کے برخلاف ہوتا، گنتی کے کچھ افراد تقیہ کر کے رہتے ہوں گے۔ ''مرنے پر صاحب السر حضرت حذیفہؓ

ان کی نشاندہی کر دیتے تو ان کا جنازہ بھی نہ پڑھا جاتا'' ﴿زاد المعاد والبدایہ﴾۔ بنو ہاشم کو حکومت مسلمہ کے مدمقابل ایک پارٹی کہنا صریح جھوٹ ہے۔ ''سب بنو ہاشم نے بھی حضرت علیؓ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو برضا ورغبت خلیفہ تسلیم کیا تھا'' ﴿طبری ۲۰۸ ج ۳﴾۔ البتہ بروایت شیعہ: ''امت میں سے صرف حضرت علیؓ، ابو ذرؓ، مقدادؓ اور سلمانؓ و عمارؓ نے تقیہ کر کے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی تھی''۔ ﴿روضہ کافی، ص ۱۱۵، ۱۲۹، احتجاج طبرسی ۴۸﴾۔

بہر کیف بیعت صدیقؓ تو ہو گئی اور الگ کوئی پارٹی نہ ہوئی۔ ابتداً حضرت ابو سفیان بن حرب نے حضرت عباسؓ و علیؓ کو ضرور کہا تھا کہ: ''خلافت قریش کے کمزور خاندان میں کیسی چلی گئی؟ تم اگر چاہو تو میں تمہارے لئے ابو بکرؓ کے خلاف سواروں اور پیادوں کا لشکر بھر دوں تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں ہرگز یہ نہیں چاہتا۔ اگر ہم ابو بکرؓ کو اس کام کا اہل نہ دیکھتے تو انہیں خلیفہ بننے کیلئے نہ چھوڑتے'' ﴿کنز العمال ص ۱۴۱ ج ۳﴾۔ منافقوں کے وجود کی تحقیق کرنے والے شیعہ اپنے اس عقیدے پر غور کریں کہ بعد وفات نبوی ﷺ، اہل بیتؓ اور ان کے شیعوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ چن چن کر قتل کیا گیا، ان پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا۔ کیا منافقوں کے متعلق مذکورہ بالا قرآنی پیشگوئیاں اور انجام معاذ اللہ ان پر تو صادق نہیں آ گیا؟ انصاف مطلوب ہے۔

سوال نمبر ۱۳: مذہب اہل سنت کی بنیاد چار اصولوں پر ہے۔ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔ سقیفہ بنی ساعدہ کی کاروائی کو پیش نظر رکھ کر ارشاد فرمائیں کہ کیا خلافت ثلاثہ قرآن یا حدیث سے ثابت ہے یا اجماع کی مرہون منت؟ ہاں اگر اجماعی خلافت ہے تو قرآن مجید کی آیت **لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین** ﴿پ ۷، ع ۷﴾ پر غور فرما کر ارشاد فرمائیں۔

جواب: الحمد للہ حسب اعتراف شیعہ، اہل سنت کے مذہب کی بنیاد چار چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن مجید (۲) حدیث مصطفیٰ (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔

شیعہ حضرات چونکہ ان مذکورہ چار بنیادوں کو نہیں مانتے لہٰذا وہ اہل سنت کو کوستے رہتے ہیں۔ قرآن کریم کی صحت و صداقت پر ان کو اعتبار ہی نہیں۔ دو ہزار اپنی متواتر احادیث کی رو سے اسے محرف جانتے ہیں ﴿احتجاج طبرسی ۱۲۸﴾۔ اصول کافی میں قرآن پاک کی تحریف و کمی پر مستقل باب ص ۴۱۱

تا۴۲۶ پر موجود ہے۔ ترجمہ مقبول میں بھی بیسیوں آیات کو محرف بتلایا گیا ہے۔ لہذا قرآن ان کے مذہب کی بنیاد ہو ہی نہیں سکتا۔

حدیث مصطفیٰ ﷺ کے مقابلے میں انھوں نے ۹۰۔۹۵ فیصد احادیث جعفر و صادق بنائی ہیں۔ رافضی حضرت علیؓ کو بھی وھبی من اللہ مسلمان اور عالم لدنی مانتے ہیں اور حضور ﷺ کی شاگردی میں آپؓ کی توہین جانتے ہیں لہذا بواسطہ حضرت علیؓ بھی وہ حدیث مصطفیٰ ﷺ کو نہیں مان سکتے۔ بقیہ صحابہ کرامؓ کو تو وہ خارج از ایمان وعصمت قرار دیتے ہیں ان سے حدیث مصطفیٰ ﷺ کیسے لیں؟

رہا اجماع امت، تو وہ اس کے کھلے منکر ہیں۔ تقریباً ہر مسئلہ میں امت محمدیہ سے الگ ہیں۔ اور اجماع امت ان کا دشمن ہے اور وہ اس کے ہاں متعہ، بدا، تقیہ و تکفیر صحابہ جیسے خودساختہ مسائل میں وہ اجمعت الامامیۃ اتفق علی اہل الامۃ۔ اجماع اہل التشیع فرما کر اجماع شیعہ کے قائل ہو جاتے ہیں ﴿ملاحظہ ہو کتب فقہ واصول شیعہ﴾۔

اہل سنت کے سامنے تو قیاس کی مذمت کرتے ہیں مگر قرآن حدیث کے برخلاف اپنے ہر مسئلہ کو ڈھکوسلوں سے ثابت کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔ آمدم برسر مطلب خلفاء ثلاثہ کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہے۔ جیسے:

☆ آیت استخلاف پ۱۸ ع۱۳ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا اٹل وعدہ ہے کہ بعد از پیغمبر حسب سابق مومنین صالحین کو اللہ تعالیٰ خلافت وحکومت ارضی نصیب کرے گا۔ ان کے دین کو مضبوط اور غالب اور خوف کو امن سے بدلے گا۔ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے ہی اسے حضرت عمرؓ کی خلافت پر چسپاں کیا جیسے کہ آگے آرہا ہے۔ شیعہ مفسر طبرسی کہتے ہیں: ''یعنی اللہ تعالیٰ ان خلفاء کو عرب وعجم کے کفار کی زمین کا وارث بنائے گا''۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ فتوحات، تمکین دین اور خوف کا خاتمہ، خلفاء ثلاثہ ہی کو نصیب ہوا۔

☆ قل المخلفین من الاعراب (پ۲۶ ع۱۰)

☆ ان الذین مکنھم (پ۱۷ ع۱۳)

☆ والذین ھاجروا (نحل ع۱۰)

☆ من یرتد منکم عن دینہ (پ۱۶ ع۱۲)

☆ الم غلبت الروم (پ۲۱ ع۴ تفصیل کا یہ موقع نہیں)

اور احادیث مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں:

☆ بعض ازواج مطہرات کو خفیہ بتایا گیا کہ میرے بعد حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ خلفاء ہوں گے۔ ﴿حیات القلوب ص ۶۱۰ ج ۲۔ تفسیر قمی ۳۵۴۔ مجمع البیان ص ۳۱۴۔ سورہ تحریم وغیرہ﴾

☆ ایک سائلہ عورت کے پوچھنے پر فرمایا میرے بعد ابوبکرؓ سے پوچھنا۔ ﴿بخاری ۵۱۶﴾

☆ خندق کے موقع پر کسریٰ وقیصر کی فتح کی بشارت دی جو حضرت عمرؓ کے دور میں پوری ہوئی ﴿روضہ کافی ۱۲۰۔ حیات القلوب ص ۴۴۸ ج ۲﴾۔ اور عمل مرتضویؓ سے بھی کہ آپ نے فرمایا: میں ان دو شخصوں سے ضرور لڑوں گا۔ جو ناحق دعوی کرے اور جو حق کو دوسرے سے روکے ﴿نہج البلاغہ﴾۔

تاریخ شاہد ہے کہ خلفاء ثلاثہؓ سے آپؓ نے جنگ نہیں کی۔ معلوم ہوا ان کی خلافت برحق تھی۔

اجماعی خلافت بایں معنی یہ ہے کہ سب مسلمانوں نے بالاتفاق ان حضرات کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عہد حضرت علیؓ کی طرح کثیر تعداد الگ نہیں رہی۔ بالفرض اگر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہ ہوتی تب بھی اجماع صحابہ کرامؓ سے خلافت حقہ ثابت ہو جاتی کیونکہ اجتماعی معاملات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے:

وامرھم بشوریٰ بینھم ۔ کہ رب تعالیٰ کے مطیع بندے آپس میں مشورے سے اپنے معاملات طے کرتے ہیں ﴿شوریٰ ع ۵﴾۔ شوریٰ اور اجماع پر اس سے بڑی حجیت اور کیا چاہئے یا جیسے نہج البلاغہ میں حضرت امیر نے فرمایا: ''میری بھی ان لوگوں نے بیعت کی جنہوں نے ابوبکرؓ، عمرؓ وعثمانؓ کی بیعت کی''۔ اگر مہاجرین وانصار ایک شخص پر اتفاق کرکے اسے امام بنالیں تو وہ اللہ کا منتخب امام ہوتا ہے۔ خود حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو آئمہ شیعہ کی طرح خودستائی کے رنگ میں آیت بالا سے خلافت ثابت کرنے کی کیا حاجت تھی؟ مزہ اس میں ہے کہ دوسرے حضرات آیات اور عمل نبوی سے ثابت کریں جیسے حضرت علیؓ نے آپ کے حق میں آیت استخلاف پڑھ کر چسپاں کردی تھی ﴿نہج البلاغہ مع شرح فیض الاسلام ص ۴۴۳ ج ا﴾ زیر خطبہ نحن علی موعود من اللہ وللہ الفضل ۔ کسی وعدے کے ایفا اور پیشگوئی کے پورا ہو چکنے کے بعد ہی اس کی حکایت ہوتی ہے۔ قبل از تکمیل کچھ کہنا موزوں نہیں لگتا۔ جیسے غزوہ خیبر کے موقع پر آپ کے محب خدا اور محبِ خدا وغیرہ کے اوصاف فرمودہ کی تعیین اسی وقت ہوئی جب حضرت علیؓ کو علم ملا۔ اس سے پہلے ہر شخص امیدوار تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۴: اگر کوئی شخص خلیفہ وقت کو نہ مانے اور اسکی علی الاعلان مخالفت کرے تو ایسے شخص کی کیا سزا ہے؟ مگر یاد رہے کہ عائشہؓ، معاویہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ نے خلیفہ وقت حضرت علیؓ سے جنگیں کی ہیں۔ واقعات جنگ جمل، صفین اور نہروان کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ صادر فرمائیں کہ خلیفہ رسول کی مخالفت کرنے والے کی کیا سزا ہے؟ انصاف مطلوب ہے۔

جواب: پہلے مدلل بیان ہو چکا ہے کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ، حضرت عائشہؓ اور معاویہؓ نے خلافت علویؓ کا انکار کیا نا دانستہ مخالفت کی۔ "البتہ حکومت وقت سے حضرت عثمانؓ کے بدلہ خون کا مطالبہ کیا جو آئینی حق تھا جبکہ قاتلان عثمانؓ، آپؓ کی فوج میں شامل تھے۔ (مجالس المومنین ص ۲۸۴) مگر حضرت علیؓ نے بعض مصالح کے پیش نظر قصاص میں تاخیر کر رہے تھے۔ ان حضراتؓ نے دراصل آپؓ کی اعانت در قصاص کیلئے فوج تیار کی تھی۔ "جمل کے موقع پر تبادلہ خیال پر مسئلہ حل ہو گیا۔ مگر قاتلین عثمانؓ نے اس صلح میں اپنی موت دیکھ کر غداری سے رات کو جنگ بھڑکا دی" (طبری ۴۸۹۔۴۹۲ ج ۴)۔ تقریباً یہی سب کچھ صفین میں ہوا (تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب عدالت صحابہ کرامؓ ص ۲۶۶ تا ۲۸۸)۔ لہٰذا ان حضراتؓ پر فتویٰ لگانا دراصل رضی اللہ عنہم و رضو عنہ اور وکلا وعداللہ الحسنی (ہر ایک سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے) جیسی آیات پر قلم پھیرنا ہے۔ ایک مسلمان کی یہ جرات نہیں ہو سکتی ورنہ ہم بھی الزاماً یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان حضراتؓ نے دارالخلافہ مدینہ وکوفہ پر تو حملہ نہیں کیا، قصاص کی طلب میں تیاری کرتے تھے تو کیوں کوفہ و مدینہ سے آ کر علوی لشکر نے ام المومنینؓ سے جنگ کی؟ حالانکہ عبداللہ بن سلامؓ جیسے اکابر صحابہ کرامؓ نے منع بھی کیا اور فرمایا کہ: "اگر مدینہ سے نکلو گے تو پھر کبھی مدینہ دارالخلافہ نہ رہ سکے گا" (طبری ۴۵۶ ج ۴)۔ اور حواری پیغمبر اور پاسبان رسول کو کس پاداش میں ذبح کیا گیا؟ ساٹھ، ستر ہزار مسلمانوں کا خون استحکام خلافت کی خاطر بہانا جائز ہے؟ (فما هو اجوابكم فهوا جوابنا) اگر آپ خاطی کی نشاندہی پر خوش ہیں تو بعض اہل سنت نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ سے اختلاف کرنے والے خطا پر تھے اور لیجئے اختلاف چھوڑ کر مسلمانوں سے مل جائیے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۵: دستور انسانی اور اصول فلسفہ ہے کہ کسی ایک چیز پر اگر دو آدمی جھگڑ پڑیں تو وہ دونوں جھوٹے تو ہو سکتے ہیں مگر دونوں سچے نہیں ہوا کرتے۔ جب ایسا ہی تو جنگ جمل اور صفین کے طرفین کے بارے میں

دونوں کس طرح سچے ہوئے؟ جو صاحب غلطی پر تھے ان کی نشاندہی تو کرو کہ فلاں بزرگ سے خطا ہوئی۔ کیا قاتل ومقتول دونوں جنت میں جائیں گے؟

جواب: ہر جگہ فلسفے نہیں بگھارے جاتے ہیں۔ فرق مراتب گر نہ نکنی زندیقی۔ ورنہ بتلائیں مندرجہ ذیل بزرگوں میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر؟

حضرت خضرؑ وموسیٰؑ کا اختلاف۔ حضرت موسیٰ وہارونؑ کا معاملہ داڑھی پکڑنا۔ حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ کے فیصلے کا اختلاف۔ حضرت حسنؓ اور حضرت علیؓ کے سیاسی کاروائیوں میں اختلافات ومناظرے ﴿طبری ص ۴۵۶۔ ج ۴﴾۔ حضرت معاویہؓ سے صلح وبیعت کے وقت حسینؓ کا شدید اختلاف۔ حضرت فاطمہؓ کا کئی بار حضرت علیؓ پر ناراض ہو کر میکے روٹھ جانا اور دربار رسالت سے حضرت علیؓ کو فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی (فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا) سے عتاب ہونا۔ حضرت حسینؓ کا کربلا میں جان دینا اور سجاد کا غلام یزید بننا ﴿روضہ کافی﴾۔

ان میں سے ہر بات قرآن اور کتب شیعہ سے بھی قطعاً ثابت ہے۔ یہاں اگر آپ کو محاکمہ کی جرات نہیں تو اسی طرح اہل جمل وصفین میں حق وباطل کا محاکمہ کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ شیعہ اگر منکر قرآن ہو کر بندر بانٹ کا محاکمہ کریں تو ان کا دین انہیں مبارک ہو۔ قاتل ومقتول دونوں کا جنتی ہونا سوال نمبر ۱۱ کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۶: جناب رسول خدا ﷺ نے کئی بار فرمایا: یا علی انت وشیعتک هم الفائزون۔ کہ اے علیؓ! تو اور تیرے شیعہ ہی نجات یافتہ ہیں۔ کیا ایسی کوئی حدیث حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی کیلئے بھی مل سکتی ہے؟ اگر نہیں تو دیوبندی، بریلوی، نجدی، سہروردی، چشتی، قادری یا نقشبندی حضرات کیلئے ہی تلاش کر کے اطمینان دلا دیجئے۔

جواب: یہ حدیث موضوع ہے، کتب صحاح اہل سنت میں اس کا وجود نہیں۔ مقہور ونا کام شیعہ کی تاریخ ہی اسے جھوٹا بتاتی ہے۔ قرآن پاک میں صحابہ کرامؓ کے متعلق ارشاد ہے کہ:

فان حزب الله هم الغالبون

بے شک اللہ کا لشکر اور اصحاب محمد ہی غالب ہونے والا ہے ﴿مائدہ ع ۸﴾

لان حزب الله هم المفلحون

سنو اللہ کا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے ﴿مجادلہ ع ۳﴾

شجرہ اور تاریخ کی کسوٹی پر جب یہ قرآنی ارشادات سچے ثابت ہوئے ہیں تو شیعہ کا مذہبی وجود اور تشخص کذب کا آئینہ ہے۔ رہا آخروی نجات کا مسئلہ تو جن کی کامیابی کی یہاں بشارت ملی وہ آخرت میں بھی کامیاب ہونگے۔ اور یہاں کے ناکام قافلہ اہل بیت کربلا سے بددعائیں لینے والے آخرت میں بھی ناکام و جہنمی ہونگے۔

بترس از آہ مظلوموں کہ ھنگام دعا کردن

اجابت از در حق بھرا استقبال می آید

مسلمانوں کے فروعی مذہب پر احادیث مانگنے والو! حب علیؓ کے دعویداران تیرہ فرقوں کی بھی خبر لو جن کو امام باقرؒ نے سوائے ایک کے جہنمی بتلایا ہے ﴿روضہ کافی ۲۲۴﴾۔ نا معلوم معترض صاحب موجودہ شیعہ جہنمی فرقوں سے ہیں یا ناجی ہے؟ اہل سنت کے متعلق تو حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد کافی ہے:

قال النبی ﷺ الا و من مات علی حب آل محمد مات علی السنة والجماعة۔ یعنی جو شخص بھی آل محمد ﷺ کی محبت پر وفات پا گیے وہ سنت نبوی اور جماعت صحابہ کے مذہب پر مرے گا۔ ﴿کشف الغمہ ص ۱۴۲ ج ۱﴾

آفتاب نصف النہار کی طرح حضور ﷺ نے اہل سنت کو محبوب اہل بیت اور ناجی اور جنتی ہونا بیان فرمادیا (اور شیعہ کے متعلق ص ۱۵۹ ج کافی کی یہ حدیث ہے کہ اللہ شیعہ پر غضبناک ہے)۔

سوال نمبر ۱۷: حضرت عائشہؓ کے تعلقات خلافت عثمانؓ میں حضرت عثمانؓ سے کیسے تھے؟ کیا بی بی عائشہؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: اس بڈھے نعثل کو قتل کردو، خدا اسے قتل کرے؟ کیا بی بی عائشہؓ کو حضرت علیؓ سے دیرینہ دشمنی نہیں تھی؟ ارشاد فرمائیں کہ جنگِ جمل حضرت عثمانؓ کی حمایت میں ظہور پذیر ہوئی یا حضرت علیؓ سے دیرینہ دشمنی کا نتیجہ تھی؟

جواب: اقتلو النعثل کی حدیث کتب اہل سنت میں نہیں البتہ طبری ص ۴۵۹ ج ۲ میں ایک روایت ہے۔ مگر اس کے بیشتر راویوں کا کتب رجال سے پتہ نہیں چلتا۔

مشہور راوی سیف بن عمر لیس بشیء متروک منکرالحدیث اور وضع وزندقہ سے مہتم ہے ﴿میزان الاعتدال ترجمہ سیف﴾۔ پھر آخری راوی مروی عنہ کا نام نہیں ملتا۔ تو روایت مدلس ہو درایت کے لحاظ سے بھی، یہ روایت محض بکواس ہے۔

مع ہذا حسب تصریح درروایت بلوائیوں کے غلط پروپیگنڈے پر آپ ؓ نے ایسا فرمایا پھر رجوع کیا۔ حضرت عائشہ ؓ، حضرت عثمان ؓ کی مخالف نہ تھیں، باغیوں کو روک رہی تھیں۔ ماں کی حیثیت سے کسی بات پر مخالفت تنقید نہیں ہوتی۔ جب بلوائی کمینوں نے ام حبیبہ ؓ کی بے عزتی کی تو عزت بچا کر چلی آئیں۔ حضرت علی ؓ سے بھی آپ ؓ کو دیرینہ دشمنی نہ تھی۔ اختلاف کا سبب قصاص قتل عثمان ؓ ہی تھا۔ ایک پیغمبر کی اہلیہ ہیں، ایک معزز داماد۔ ان دونوں میں نفرت اور دشمنی ثابت کرنا پیغمبر کا دشمن اور آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا منکر ہی کرسکتا ہے۔ آپ ؓ کا محب اور مسلمان تو اس کی مدافعت ہی کرے گا۔ حضرت عثمان ؓ و حضرت علی ؓ سے محبت اور ان کے بغض سے برأت کی تفصیل سیرت عائشہ ؓ از سید سلیمان ندوی میں ملاحظہ کریں۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

سوال نمبر ۱۸: مسلمانوں کے چار امام، ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور احمد بن حنبل ہیں۔ کیا ان کی امامت نص قرآنی سے ثابت ہے یا یہ حکومت کی پیداوار تھی اور چار مصلے جو خانہ کعبہ میں بنائے گئے تھے ان کا شرعی جواز کیا تھا اور اب ان کا اٹھا بھی دیا ہے تو حکومت کا اپنی مرضی سے ان چار مصلوں کو کعبہ میں قائم کرنا اور عرصہ کے بعد اٹھانا کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ ان بزرگوں کی امامت حکومت کی مرہون منت ہے؟

جواب: اہل سنت کی فروعی گروہوں کے ائمہ اربعہ کی امامت نہ مثل نبوت ہے نہ منصوص ہے (اور نہ اہل سنت شیعہ کی طرح نبوت کے ساتھ اس شرک عظیم کو جائز سمجھتے ہیں)۔ یہ تو قرآن وسنت میں غور وفکر اور غیر منصوص مسائل کی تحقیق میں اختلاف آراء ہو کر ایک ایک مذہب کی حیثیت اختیار کر گئے جیسے کہ خود حضرت جعفر وصادق رحمۃ اللہ علیہما ہیں۔ یا حضرت زید ؒ و دیگر اہل بیت ؓ میں یا حضرت علی ؓ وعباس ؓ میں فقہی اختلافات ہیں۔ جس میں ایک دوسرے کی قطعی تغلیط کی جاسکتی ہے نہ کسی معین مسلک کو ماننا ہی باعث نجات ہے۔ یہی اختلاف امت کیلئے رحمت ہے۔ گو مجتہدین امام سینکڑوں گزرے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ان چاروں بزرگوں کی امامت وتقلید پر متفق کردیا، یہی ان کی حقانیت کی دلیل ہے۔

کتب اہل سنت میں یہ حدیث قطعی الثبوت ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ کتب شیعہ در

حیات القلوب ص ۱۳۸ ج ۲ پر ہے: ''وایشان را بر گمراهی جمع نه کنند ''۔ نیز حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ: '' وما كان الله ليجمعهم على الضلال ''یعنی اللہ ان لوگوں کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا ﴿نہج البلاغہ﴾۔ ایک اور روایت میں فرمایا: ''لوگو! سواد اعظم کا دامن پکڑو اس لئے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا اور تفرقہ سے بچو کیونکہ سب لوگوں سے الگ راہ پر چلنے والا شیطان کا شکار ہوتا ہے، جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھیڑیے کا تحفہ''۔ ﴿اثنا عشریہ ص ۱۹۵ طبع ہند﴾

چاروں مسلکوں کو کعبہ میں رکھنے یا اٹھا دینے سے ان کی حقانیت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ہر ایک کے پیروکار آج بھی اسی طرح سیر و شکر ہیں جیسے پہلے تھے اور ایک دوسرے کے پیچھے بخوشی نماز پڑھتے ہیں۔ ہر حاجی اس کا گواہ ہے۔ کیا سنی شیعہ تفریق کے پیش نظر اسلام بھی جھوٹا ہوگا یا حکومت کی پیداوار؟ یا شیعہ کا تاریخی نشیب و فراز دیکھ کر اسے زمانے کی پیداوار مان لیں گے؟

درحقیقت سعودی حکومت کے ہاتھوں قدرت نے کام کروا کر روافض اور قادیانیوں جیسے اعداء اسلام کو یہ طمانچہ رسید کیا ہے۔ جو اتحاد ملی کے دشمن اور چاروں مسالکوں کو ایک دوسرے کی ضد یا مخالف جانتے ہیں۔ چاروں مصلوں کو بعض علماء نے مکروہ کہا ہے، مگر علامہ شامیؒ و ملا علی قاریؒ نے جواز کو ترجیح دی ہے۔ ﴿شامی ص ۳۱۳ ج ۱﴾

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۹: اگر بی بی عائشہؓ کو نہ ماننے والا جہنمی ہے تو اس بی بی کا قاتل کیونکر رضی اللہ عنہ رہ سکتا ہے؟ مہربانی کر کے تاریخ اسلام ج ۲ ص ۴۲ نجیب آبادی ملاحظہ کر کے جواب دیں۔

جواب: حضرت عائشہؓ کو نہ ماننے والے کو آپ جہنمی مان چکے ہیں۔ اپنی ماں سے جنگ کرنے والے مومن بیٹوں پر فتویٰ بھی آپ بتا دیں۔ نجیب آبادی کی تاریخ سے مروان پر عائشہؓ کے قتل کا جو الزام لگایا ہے وہ بظاہر غلط ہی ہے کیونکہ مؤرخین آپؓ کے تذکرہ وفات میں یا مروان کے حالات میں اس کا تذکرہ نہیں کرتے۔

نجیب آبادی نے بلا حوالہ لکھا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ام المومنینؓ اور معلّمہ امت کی اچانک کنویں میں گر کر تیر تلواروں سے شہادت کا سب مورخین ذکر کرتے اور قاتل پر لعنت بھیجتے۔ سارے مدینہ میں کہرام مچ جاتا اور واقعہ شہادت متواتر ہوتا۔ معہذا، مروان متفقہ صحابی نہیں، بلکہ جمہور کے ہاں تابعی ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کا آخری حصہ، حضرت عائشہؓ کی زندگی کا آخیر زمانہ ہے۔ اُس

وقت آپؓ کی عمر ۶۶ برس تھی۔ رمضان ۵۸ ھ میں آپؓ بیمار ہوئیں اور چند روز علیل رہنے کے بعد رمضان کی ۱۷ تاریخ بمطابق ۱۳ جون ۶۷۸ء نمازِ وتر کے بعد آپؓ کی وفات ہوئی۔

سوال نمبر ۴۰: رسول خدا ﷺ کے دور میں جو جنگیں مشرکوں سے ہوئیں مثلاً بدر، احد، خندق، خیبر، حنین، مکہ، تبوک وغیرہ تو اس تمام جنگوں میں نمایاں کاروائی کس بزرگ کی ہے؟ کیا حضرت علی المرتضیٰؓ سے زیادہ بہادر، عالم، عابد، سخی، امین کوئی اور بزرگ بھی ہے؟ اگر کسی کا نام لینا چاہیں تو ارشاد فرمائیں کہ اس بزرگ نے بدر، احد، خندق، خیبر، حنین، مکہ، تبوک وغیرہ میں کتنے دشمن اسلام قتل کئے اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ اشداء علی الکفار نے رسول خدا ﷺ کے زمانے میں کتنے کافر قتل کئے اور اپنے دورِ حکومت میں اپنی تلوار سے کتنے مشرک مارے؟

جواب: ہمارے خیال میں جنگوں میں ثابت قدمی اور جرأت مدار فضیلت ہے۔ بالفعل قتل کرنا تو اتفاق ہے ورنہ اشجع الناس حضور ﷺ کے ہاتھوں کتنے مقتول ہوئے؟ جرأت کے متعلق حضرت علیؓ کا ارشاد ہے:

''ہم سب سے بہادر ابوبکرؓ ہیں کہ بدر کے دن عریش پر حضور ﷺ کا پہرہ دینے کیلئے کوئی تیار نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ تلوار سونت کر کھڑے ہوگئے۔ جو کافر آتا اسے مار بھگاتے تھے''۔ ﴿ابن سعد و منتخب الکنز ۲۴۰ ج ۵﴾

بدر میں حضور ﷺ نے مشہور بہادر اور اپنے ماموں العاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ﴿ابن ہشام ص ۸۸﴾۔ پھر کوئی بہادر آپ ﷺ کے سامنے ٹھہرتا ہی نہ تھا۔ احد کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے صاحبزادے عبدالرحمن کو قتل کرنا چاہا مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''تلوار میان میں کرکے اپنی جگہ واپس آجاؤ اور اپنی ذات سے ہمیں نفع پہنچاؤ'' ﴿کشف الغمہ ۲۵۲﴾۔ احد میں حضرت عمرؓ نے ابوسفیان سالار لشکر کو محض پتھروں سے مار بھگایا ﴿سیرت النبی ص ۳۸۰ ج ۱﴾۔ خالد بن ولید نے ایک دستے کے ساتھ خود حضور ﷺ پر حملہ کرنا چاہا مگر حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین و انصار کو لیکر حملہ کیا اور ان کو پسپا کر دیا ﴿سیرت ابن ہشام ص ۵۷۶، طبری ۱۴۱۱﴾۔ احد میں چند اور صحابہ کرامؓ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی حضور ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے ﴿ابن ہشام، طبری بحوالہ الفاروق ۹۲﴾۔ نیز ﴿حیات القلوب ص ۳۹۶ ج ۲﴾ کی ایک طعن آمیز روایت سے بھی ثابت قدمی کا پتہ چلتا ہے۔

ابوسفیان نے جنگ کے خاتمے کے بعد حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو ہی اسلام کا بڑا ستون سمجھ کر ندادی تھی:

افیکم محمد افیکم ابو بکر افیکم عمر بن الخطاب

کیا تم میں محمد زندہ ہیں کیا ابوبکر و عمر زندہ موجود ہیں ﴿بخاری ۵۷۹ ج ۲﴾

حضور ﷺ کے بعد کفار بھی شیخینؓ کو افضل مانتے تھے۔ کیا شیخینؓ نے ان کو رشوت دی ہوئی تھی؟ ''غزوہ خندق میں حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ نے جس حصہ پر متعین کیا یہاں سے کفار نے آگے بڑھنا چاہا مگر حضرت عمرؓ نے مار بھگایا'' ﴿الفاروق ص ۹۵﴾۔ ''اسی جنگ میں عرب کے مشہور پہلوان ضرار اسدی کا تعاقب کر کے عمرؓ نے بھگا دیا'' ﴿سیرت النبی ۲۲۸ ج ۱﴾۔

الغرض متعدد غزوات میں ان حضرات نے بھی کفار کو قتل کیا۔ کیا ضروری ہے کہ ہر مقتول کا نام اور پتہ بھی ہم تک پہنچے؟ حضرت علیؓ کے مقتولین کے بھی چند نام بتائے جاسکتے ہیں حالانکہ قتل ان سے کہیں زیادہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مشہور کلیہ کے مطابق عدم ذکر شی، عدم وجود شی کو مستلزم نہیں۔ ''دو بار حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو سالار جنگ اور حضرت عمرؓ کو ایک مرتبہ بنایا'' ﴿سیرت نمبر چٹان ص ۲۹، ۲۷ جولائی ۱۹۶۴ء﴾۔ گو روایت مغازی کی روشنی میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں کفار زیادہ قتل ہوئے مگر مکی زندگی اس کے برعکس ہے۔ ''حضرت علیؓ نے بہت کم حضور ﷺ کا دفاع کیا یا کفار سے تکلیف پائی۔ مگر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی مکہ میں جانفشانیاں اور حمایت رسول ضرب المثل ہے'' ﴿طبری ص ۳۲۲، ۳۳۵ ج ۲، البدایہ وغیرہ ص ۹۷ ج ۳﴾۔

اسی طرح سخاوت، عبادت اور سیادت میں ان حضرات کا مقام بہت اونچا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ آغاز اسلام میں بہت مالدار تھے مگر ۴۰ ہزار درہم اللہ کی راہ میں مسلمان غلاموں کی رہائی وغیرہ میں خرچ کر دیئے۔ غزوہ تبوک کیلئے گھروں میں جھاڑو دے کر حضور ﷺ کے حوالے کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے نصف مال دے کر بزعم خود حضرت ابوبکرؓ سے بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ عبادت و اخلاص میں جن کے متعلق رب تعالیٰ یہ فرماتا ہے:

''تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ تم ان کو رکوع و سجدے میں دیکھتے ہو وہ صرف اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں سے ان کے چہرہ پر آثار ہیں''۔ ﴿سورۃ فتح، آخری آیت﴾

گو اہی دیں اب ان میں مقابلہ بازی ایک کو بڑھانا دوسروں کو گھٹانا، ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ ان ہی

قربانیوں اور اوصاف عالیہ کی وجہ سے حضور ﷺ نے ان کو اپنا خاص وزیر و مشیر بنالیا اور سپاہیانہ خدمت کم لیتے تھے۔ اشد علی الکفار قیصر و کسریٰ کی حکومتیں الٹ دیں اور نصف معلوم دنیا کو فتح کر کے لا الہ الا اللہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس میں زیادہ کمال ہے یا بالفعل دو چار کفار کو قتل کرنے میں زیادہ بہادری ہے؟ کیا بادشاہ، وزیر یا جرنیل کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ سپاہی کی حیثیت سے دو چار خود قتل کریں؟ خدا معترض کو عقل دے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۲۱: کیا کوئی روایت بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن داؤد، نسائی، مشکوٰۃ یا موطا امام مالک میں سے مل سکتی ہے کہ حضرت علی، امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی الرضا، امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن عسکری اور امام زمان والعصر علیہ السلام اہل سنت کے بارہ امام ہیں؟ اگر نہیں تو اپنے بارہ اماموں کے نام بتائیں جبکہ حضور ﷺ نے فرمایا: عن جابر سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال السلام عزیزاً الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش ﴿مشکوٰۃ﴾ کیا آپ کے بارہ امام وہی تو نہیں جن کا تذکرہ تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸ پر اور شرح فقہ اکبر ص ۶۷ پر درج ہے؟ ارے ان میں چھٹا تو یزید بن معاویہ ہے۔

جواب: اس کا ترجمہ ہے کہ اسلام بارہ حکمرانوں کے عہد مبارک تک غالب ہی رہے گا۔ وہ سب قریش سے ہوں گے۔ ترمذی و مسلم کی روایت میں امیراً کا لفظ آیا ہے۔ یعنی حاکم وقت ہوں گے۔

شیعہ کے تصور امامت اور اہل سنت کے تصور امامت و خلافت میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ ان آئمہ پیغمبروں سے بلند رتبہ... اللہ کے نور سے نور اپنی موت و حیات پر قادر... عالم ما کان و مایکون اور علم جفر کے مالک... صاحب وحی و کتاب ہوتے ہیں اور ان سے اختلاف رکھنے والا کافر ہوتا ہے ﴿ملاحظہ ہو در کافی کتاب الحجۃ﴾۔ جب کہ اہل سنت کے خلفاء تو خود حضور ﷺ کے خادم و متبع ہیں۔ خاکی و بشر، موت و حیات میں خدا کے محتاج ہیں۔ خاصہ خداوندی علم غیب سے محروم اور صرف قرآن کریم اور سنت نبوی کو ہی دینی حجت جان کر ان کی اتباع کرتے ہیں۔

اس واضح فرق کے باوجود حدیث ہذا کا شیعہ آئمہ سے کوئی تعلق نہیں اور شیعہ کے خود ساختہ بارہ آئمہ اس کے مصداق ہرگز نہیں کیونکہ ان کو حکومت و خلافت اور شریعت و حدود کے نفاذ کا موقعہ سوائے حضرت علیؓ کے کسی کو ملا ہی نہیں۔ ''حضرت علیؓ کے عہد میں شیعہ کے اسلام کو غلبہ نہ تھا، سنی اسلام کا تھا'' ﴿بتصریح

مجالس المومنین ص ۵۴۔فروع کافی ص ۵۵۴ ج ۵۔اساس الاصول از دلدار علی وغیرہ﴾۔شیعہ امام مثل نبی تو کہلاتے ہیں مگر اسلام نبوی ان کے عہد میں مغلوب اور تقیہ میں چھپا رہا۔بارہویں امام از خود بارہ سو سال سے غار میں چھپے ہوئے ہیں۔﴿تاریخ اسلام از سید امیر علی﴾

صاحب تاریخ الخلفاء اور شرح فقہ اکبر کے انفرادی بیان کے مطابق مسلک مختار کے مطابق اگر چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ ؓ ہو تو قطع نظر یزید کی مختلف فیہ پوزیشن اور کردار کے بحیثیت مجموعی اسلام غالب رہا۔فتوحات اسلام بھی جاری رہیں۔گو حادثہ کربلا اور حرہ کی وجہ سے مسلمانوں کو صدمہ عظیم پہنچا مگر حدیث کا مفہوم غلبہ اسلام، بہر کیف ملی نقصان اس عہد میں اس نقصان سے کم ہے جو ۳۶ھ اور ۳۷ھ میں ساٹھ ستر ہزار مسلمان (خصوصاً طلحہؓ وزبیرؓ جیسے ستون اسلام) کی شہادت سے ہوا۔یہ لوہے اور لکڑی کے پتلے تو نہ تھے کہ اسلام اور پیغمبر اعظم کو درد محسوس نہ ہو۔یہ بھی روح مع البدن اور پیغمبر اکرم ﷺ کے خاص رشتہ دار اور متعلقین تھے۔یزید جیسا بھی ہو شیعہ کے چوتھے امام نے تو ان کی غلامی اختیار کر کے گویا بیعت ہی کر لی ﴿ملاحظہ ہو روضہ کافی ص ۲۴۶﴾۔حضرت حسنؓ نے بیعت معاویہؓ کے بعد اپنے معترض شیعہ کو کیا خوب جواب دے کر حقیقت کھول دی۔

''آیا نمیدانید ،هیچک ازما نیست مگر آنکه در گردن او بیعتے از خلیفه جورے در زمان ادست واقع می شود مگر قائم ما ۔یعنی کیا تم نہیں جانتے کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں مگر اس کی گردن میں زمانے کے ظالم خلیفہ کی بیعت واطاعت ڈالی جاتی ہے سوائے مہدی کے''۔﴿جلاء العیون ص ۲۶۱﴾

اب تو یزید شیعہ کا ہی امام وخلیفہ ثابت ہو چکا۔امید ہے کہ اہل سنت کو طعنہ نہیں دیں گے۔اہل سنت کے دوسرے قول میں تا قیامت خلیفہ ہونے والے غیر معین بارہ خلفاء وحاکم مراد ہیں۔تیسرے قول میں امام مہدی کے بعد ہونے والے بارہ خلفاء مراد ہیں ﴿مجمع البحار حاشیہ ترمذی ۳۲۳﴾۔القصد اس حدیث میں بارہ خلفاء اور حکمرانوں کی ذاتی فضیلت ومدح نہیں مراد بلکہ مجموعی طور پر اسلام کا غلبہ اور اندرونی وبیرونی حملوں سے قوت مدافعت مراد ہے۔

رہی منصب امامت ص ۴۷ سے یہ حدیث کہ :من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة۔یعنی جو امام زمان کو پہچانے بغیر مرے اس کی موت جاہلیت کی سی ہے۔یہ کوئی معتبر حدیث نہیں نہ حضرت شاہ صاحب نے اسے حدیث کہہ کر نقل کیا ہے۔پھر اس میں امام زمانہ سے مراد ظاہر وعادل خلیفہ

المسلمین ہے خواہ کسی عہد میں ہو اس کی بیعت اور جائز باتوں میں اس کی اطاعت ضروری ہے۔ امام کا اطلاق تو قرآن پر بھی ہوا ہے، امام زمان اسے مانا جائے تو کیا حرج ہے؟

شیعہ کے امام تو مثل شارع دینی ہیں۔ حلال و حرام میں مختار اور ہر زمانے میں نئے احکام دیتے ہیں۔ آج ان کے امام العصر مہدی ہیں۔ مگر صد افسوس وہ اپنا منصب چھوڑ کر غائب ہیں اور شیعہ یا تو جناب امام باقرؒ و جعفرؒ کی منسوخ اماموں کی شریعت کے پیرو ہیں یا پھر غیر منصوص غاصب و خاطی مجتہدوں اور ذاکروں کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں۔ امام زماں مہدی کا قول و عمل کسی کے پاس نہیں، نہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث پر عمل کرنے یا نہ کرنے میں سنی شیعہ برابر ہو گئے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سوال نمبر۲۲: کیا کسی آدمی کو دین محمد ﷺ میں کمی بیشی کرنے کا اختیار ہے؟ اگر نہیں تو حضرت عمرؓ کا اذان میں الصلوۃ خیر من النوم، نماز تراویح با جماعت، چار تکبیروں پر نماز جنازہ کا اتفاق کرانا، متعہ کو حرام قرار دینا، تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دینا اور قیاس کو اصول قائم کرنا کہاں تک درست ہے؟ اور کیا یہ صراحتاً مداخلت فی الدین نہیں جو نا جائز اور حرام ہے؟

جواب: اہل سنت کے مذہب میں یہ حق کسی کو حاصل نہیں۔ یہ صرف شیعہ مذہب کا خاصہ ہے کہ جہاں انھوں نے حضور ﷺ کی سب عمر کی محنت شاقہ سے تیار کردہ مسلمان جماعت کے ایک ایک فرد کو خارج از ایمان اور مرتد قرار دیدیا ﴿اصول کافی﴾ وہاں حضور ﷺ کی شریعت کے ایک ایک مسئلہ کو ختم کر کے متوازی اور حسب منشاء شریعت اپنے خود ساختہ مثل پیغمبر، معصوم اور صاحبان وحی و کتاب آئمہ سے تصنیف کرا دی۔ کیونکہ وہ تو "یحللون ما یشاؤون و یحرمون ما یشاؤون۔ یعنی دین مصطفیٰ کے جس مسئلہ کو چاہیں حلال کر دیتے ہیں اور جس (حلال) مسئلہ کو چاہے حرام کر دیتے ہیں" ﴿اصول کافی ص ۴۴۱﴾ کے منصب کے مالک ہیں۔ نیز وہ تمام انبیاء کے علوم کے وھبی من اللہ وارث ہیں ﴿کافی ص ۲۲۴﴾۔ بلکہ وہ اللہ کی شریعت کے والی (یعنی بالفاظ دیگر پیغمبر) اور اس کے علم کا خزانہ ہیں ﴿اصول کافی ص ۱۹۳﴾۔ بلکہ امام جعفرؒ نے تو صراحتاً فرما دیا ہے:

"ما جاء به علي اخذ وما نهى عنه انتهي۔ یعنی جو شریعت علی لائے ہیں تو وہ لیتا ہوں اور جس سے وہ روکیں رکتا ہوں"۔ ﴿اصول کافی﴾

''جری لہ من الفضل ما جری لمحمد کذالک یجری الائمۃ الھدی واحدا بعد واحد''۔یعنی ان کی وہی شان ہے جو محمد ﷺ کی (معاذ اللہ) شان ہے۔اسی طرح شان ہدایت کے باقی امام یکے بعد دیگرے بھی رکھتے ہیں''۔﴿اصول کافی ص ۱۲۷﴾

بلکہ العیاذ باللہ پیغمبر کی جملہ تعلیمات باطل اور صرف آئمہ کی تعلیمات برحق ہیں ملاحظہ ہو:

''باب انہ لیس شیء من الحق فی ید الناس الا ما خرج من عند الائمۃ وان کل شیء لم یخرج من عندھم فھو باطل وفیہ احادیث عن ابی جعفرؒ۔یعنی کافی میں یہ باب باندھا گیا ہے کہ لوگوں کے پاس کچھ بھی سچی تعلیم نہیں مگر جو آئمہ سے نکلے۔اور جو ان سے نہ نکلے وہ سب باطل ہیں۔اس میں امام جعفر کی کئی احادیث ہیں''۔﴿اصول کافی ص ۳۹۲ ج ۱﴾

چنانچہ اس منصب کی رو سے جو آئمہ کی نئی شریعت وجود میں آئی ،اس میں حضور ﷺ کی پاک بیویوں ،خسر اور دامادوں اور جانثاروں پر لعنت بھیجنا (تبرا) اصول دین بن گیا۔امام انبیاء سے بھی افضل ہوگئے ۔موت وحیات زمین وآسمان کے بھی مالک ہوگئے ۔خدا کو بھی صاحب بدا (جاہل) بتایا گیا۔۹-۱۰ حصے دین اسلام کو چھپانا اور جھوٹ بولنا واجب ہوگیا۔زنا کو متعہ کے نام سے سب سے افضل نیکی بتایا گیا کہ:

''تین مرتبہ متعہ کرنے سے حضرت علیؓ کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے''﴿تفسیر المنہج پ ۵ ج ۱﴾۔غیر شیعہ اولاد علی اور سادات پر بھی لعنت بھیجنا جائز ہوگئی وغیرہ۔﴿تفصیل کیلئے علماء اصول کافی ہی ملاحظہ کریں﴾۔

حضرت عمرؓ پر جن مسائل کی ایجاد کا الزام ہے وہ مذہب اہل سنت میں غلط ہے۔کیونکہ یہ مسائل حضور ﷺ سے ثابت ہیں:

☆ اذان میں الصلوۃ خیر من النوم مرفوع یعنی حضور ﷺ سے ثابت ہے ﴿طحاوی ص ۸۲ ج ۱،بیہقی ،نیل الاوطار ص ۴۰ ج ۲﴾۔موطا امام مالک کی ایک روایت سے بعض حضرات کو غلطی لگی ہے اور حضرت عمرؓ کی طرف نسبت کردی۔

☆ نماز تراویح باجماعت تین دن حضور ﷺ نے خود پڑھائی ﴿بخاری ص ۱۰۱ ج ۱﴾۔(حضرت عمرؓ نے ایک جماعت کی سنت کو زندہ کردیا)

☆ چار تکبیریں نماز جنازہ حضور ﷺ سے ثابت ہے ﴿بخاری ص ۱۷۸ ج ۱﴾۔حضرت عمرؓ نے اسے قانونی شکل دی۔

☆ متعہ حضور ﷺ نے خود حرام فرمایا۔حضرت علیؓ نے خیبر کے موقع پر حرمت متعہ کا اعلان فرمایا تھا

﴿صحیح المسلم ابواب المتعہ ص ۴۵۱ ج ۱﴾۔ حضرت عمرؓ نے تو تقیہ باز کچھ لوگوں کی شرارت کے پیش نظر سخت قانون بنایا۔

☆ سبحانک اللھم اور التحیات بھی حضورﷺ کی تعلیمات سے ہے ﴿مستدرک ص ۲۳۵ ج ۱﴾۔ نیز شیعہ کتاب ﴿من لایحضرہ الفقیہ ص ۱۰۵﴾۔

☆ تین طلاقیں معاً بائن حضورﷺ سے ثابت ہیں ﴿بخاری ص ۷۹۱ ج ۲﴾۔ فَلَوْ کَانَ مَمْنُوْعاً لَا نکَرَ ﴿فتح الباری﴾۔ اگر نا جائز ہوتیں تو آپؐ انکار کرتے ﴿حاشیہ بخاری ص ۷۹۱ ج ۲﴾۔

☆ قیاس احادیث نبوی سے مستنبط اور تمام فقہاء کا معمول بہ ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب حضورﷺ نے بصرہ کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا کہ:

"کس کس چیز سے فیصلہ کرو گے تو انہوں نے قرآن وسنت کے بعد اجتہاد (قیاس) کا نام لیا تو آپﷺ بہت خوش ہوئے" ﴿مشکوٰۃ کتاب القضایا ص ۳۲۴﴾۔ خود شیعہ کے علماء مجتہدین آئمہ سے غیر مروی مسائل میں قیاس ہی سے کام چلاتے ہیں۔ مگر یہ بے جان اور اذا مات المفتی مات الفتوی (مفتی کے مرنے پر فتوی بھی باطل ہو گیا) کا مصداق ہوتا ہے۔

آخر میں معرکۃ الآراء سوال یہ ہے کہ بقول ان بدعات عمری کو کیوں حضرت علیؓ نے اپنے عہد حکومت میں ختم نہ کیا؟ آپؓ کیسے امام ہیں جبکہ شریعت میں کمی بیشی پر تقیہ کرتے اور لوگوں کی مخالفت کے خوف سے اجراء شریعت نہیں کرتے۔ حالانکہ ﴿اصول کافی ص ۱۷۵﴾ میں امام کی تعریف اور غرض بعثت بھی یہ لکھی ہے کہ: "مسلمان اگر دین میں کچھ اضافہ کریں تو وہ امام رد کرے اور اگر کمی کریں تو پورا کرے"۔ اگر امام یہ کام نہ کرے تو اس کے وجود کا کیا فائدہ اور اس کے انکار پر تکفیر المسلمین کیوں؟ اگر آپ برا نہ مانیں تو عرض کروں کہ متعہ جیسے حیا سوز مسئلہ کی حرمت نبوی پر حضرت عمرؓ کو آپ لوگ آج تک کیوں کوستے ہیں؟ اب نہ عمرؓ کی خلافت ہے اور نہ آپ کا اصول تقیہ باقی اور سچا رہا۔ پھر ڈر کیسا؟ جرأت سے کام لے کر اپنی ہر مسجد، امام باڑہ اور کربلا کے ساتھ دار المتعی بھی بنائیں اور اس کار خیر کے ذریعے اپنے مذہب کو خوب ترویج دیں۔ شیعہ تفسیر ﴿منہج الصادقین پ ۵﴾ کے مطابق تین تین مرتبہ جب متعہ کرنے سے لاکھوں شیعہ (العیاذ باللہ) حضرت علیؓ کے مثل وہم مرتبہ بن جائیں گے تو سب دنیا فتح ہو جائے گی۔

سوال نمبر۲۳: کیا ۱۲۴۰۰۰ پیغمبروں میں سے کسی ایک نبی کی بھی مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ نبی کی وفات پر اس کی امت نے اپنے پیغمبر کا خلیفہ اجماع سے بنایا؟ اگر ہو تو نام ارشاد فرمائیں۔

جواب: مسئلہ خلافت پر نصوص اور مسلمانوں کا ایک امام پر اتفاق گزر چکا ہے۔ انبیاء ؑ کے بعد مشیت خداوندی سے جو بھی خلیفہ بنا سب امتوں نے اس پر اتفاق واجماع کیا اور حضور ﷺ کے خلیفہ کی بھی یہی شان تھی مگر افسوس کے ایک لاکھ چوبیس ہزار امتوں کی سنت کے برعکس بعد میں پیدا ہونے والے فرقہ شیعہ نے متفق خلیفہ کا انکار کر کے نئی راہ ضلالت نکالی اور اتفاق کرنے والے سب صحابہ ؓ پیغمبر ﷺ کو خارج از ایمان قرار دیا۔ کیا سابق کسی خلیفہ کا بھی امت کے کچھ لوگوں نے انکار کیا؟ کیا کسی پیغمبر کے اصحاب کو بھی امت نے مرتد بتایا؟ کیا ہی غضب کی بات ہے کہ یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام تو اپنے پیغمبروں کے جانشینوں اور اصحاب کو سب سے افضل مانیں مگر شیعہ اپنے پیغمبر کے خلفاء اور صحابہ کو مرتد و منافق کہیں۔ توبہ...

ہاں اجماع اور شوریٰ سے انتخاب تاریخ سے بھی ثابت ہے۔

"وکان امرھم شوری فیختارون للحکم من شاء فی عامتھم وتارۃ یکون نبیا یدبرھم باوحی واقاموا علی ذالک نحوا من ثلاثمائۃ سنۃ۔ یعنی حضرت یوشع بن نون کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کا معاملہ شوریٰ پر چلتا تھا وہ حکومت کیلئے عام لوگوں میں سے جس کو چاہتے منتخب کرتے اور جنگ کیلئے اسی طرح آگے کرتے مع ہذا ان کو معزول کرنے کا بھی اختیار تھا اور کبھی ان کا حاکم پیغمبر بنتا جو وحی سے کام کرتا وہ تین سو سال اسی طرز پر رہے۔ الخ"۔ ﴿تاریخ ابن خلدون ص ۱۶۸ جلد دوم﴾

کیا انبیاء کی موجودگی میں یہ سلسلہ (العیاذ باللہ) گمراہی کا تھا؟

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

سوال نمبر۲۴: عام ملاں شیعوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ علی ولی اللہ قرآن سے ثابت کریں۔

علی ولی اللہ آیت ولایت اور آیت اولی الامر میں قدرت نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے اور حدیث مصطفی ﷺ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی باب الجنۃ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ اخو رسول اللہ قبل ان یخلق اللہ السموات والارض با لفی عام۔ مودۃ القربیٰ۔ ریاض النضرہ۔ ینابیع المودۃ ص ۲۵۔ تذکرہ الخواص ص ۲۸۔ اگر اس پر بھی نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔

جواب: کلمہ طیبہ ہی اسلام کی بنیاد اور کفر و اسلام کا امتیازی ستون ہے۔ اگر قرآن پاک میں یہ بھی نہ ہو تو پھر اور کیا ہوگا؟ مسلمانوں کا کلمہ لاالہ الا اللہ محمدالرسول اللہ ﴿پ ۲۶ ع ۲، ۱۲﴾ میں مذکور ہے۔ شیعہ کا کلمہ باضافہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل خودساختہ ہے۔ آیت ولایت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنو ۔ یعنی بلاشبہ (یہود کے مقابل) تمہارے دوست اللہ پاک اس کے پیغمبر اور مومنین ہیں ﴿مائدہ ع ۸﴾ سے ثابت نہیں ہے کیونکہ ایسا کوئی لفظ یہاں نہیں ہے۔ اگر لفظ ولی سے بناتے ہو تو یوں بنتا ہے لاولی الا اللہ ومحمد والمومنین ۔یا المومنین اولیاء ی نہ کہ علی ولی اللہ ۔ اور اس طرح آیت واولی الامر منکم کی طرف کلمہ کی نسبت دروغ گوئی ہے۔ علی ولی اللہ یہاں کیسے؟

اس آیت سے مراد متقی عادل حکمران یا نڈر اور ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے علماء مجتہدین ہیں۔ شیعہ کے آئمہ نہ خود مختار حاکم ہیں اور نہ صاف گو نڈر مجتہد۔ وہ تو خائف وتقیہ باز تھے۔ امام جعفرؒ و امام باقرؒ کا فرمان ہے کہ:

"والتقیۃ من دینی ودینی آبائی ۔ یعنی تقیہ میرے باپ دادا کا مذہب ہے"۔ ﴿اصول کافی ۲۲۲ ج ۲﴾

کتب مناقب میں سے ﴿ریاض النصرہ ص ۵۱﴾ کا جو حوالہ دیا ہے، خیانت صریح پر مبنی ہے۔ وہاں اخو رسول اللہ ﷺ کے لفظ ہیں نہ کہ علی ولی اللہ وخلیفۃ بلا فصل کے۔ حضرت علیؓ کا برادر نبوی ﷺ ہونے کا کوئی مسلمان منکر نہیں ہے۔ تذکرۃ الخواص کے حوالے تو سبط ابن جوزی کی تالیف ہے جو انتہائی مجروح اور غیر معتبر ہے۔ یوسف بن فرغلی اس کا نام ہے۔ یہ باطن شیعہ تھا۔ اسی نے امام کے معصوم ہونے کی شرط تذکرۃ الخواص میں لکھی ہے، لالچ میں پیسے لے کر حسب منشاء عوام کو مسئلہ و کتاب لکھ دیتا۔ اس پر تفصیلی جرح میزان الاعتدال ص ۳۳۲ ج ۳، اور منہاج السنۃ ۱۳۳ ج ۲ پر ملاحظہ کریں۔ علاوہ ازیں مناقب کی ضعیف کتابوں سے اصولی مسائل اور کلمے طیبہ ثابت نہیں ہوا کرتے۔

یہاں قرآن وسنت سے متواتر نصوص درکار ہیں ورنہ ہم بھی ریاض النصرۃ سے ایسے کلمہ دکھا سکتے ہیں مثلاً: لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان الشہید علی الرضا عرش الٰہی پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے ﴿ص ۳۶﴾۔

شیعہ صاحبان! کلمہ وہی ہے جو حضور ﷺ لوگوں کو مسلمان کرتے وقت پڑھاتے تھے۔ اس میں

توحید و رسالت کا اعتراف ہوتا تھا۔ کتب شیعہ سے شہادتین والے کلمہ پر انبار لگایا جا سکتا ہے۔ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب جلد دوم میں سے چالیس حوالے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ فصلؓ بن مبارز، حضرت خدیجہؓ، ابو ذرؓ و حمزہؓ یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ "سلمان فارسیؓ نے یہی کلمہ پڑھ کر جان دی" ﴿حیات القلوب ۲۶۳، ۲۷۲، ۶۵۵، ج ۲﴾۔ "اور آئمہ اہل بیت شکم مادر سے باہر آکر یہی کلمہ پڑھتے تھے" ﴿جلاء العیون﴾۔ رہا ینابیع المودۃ کا حوالہ، یہ ہم پر حجت نہیں اس کے مصنف سلیمان بن ابراہیم معروف خواجہ کلاں نے ۱۲۹۱ھ میں شیعہ سنی کتب مناقب سے ہر قسم کی رطب و یابس روایات جمع کر دی ہیں۔ اور یہ بباطن شیعہ ہے، کتاب ہذا سے ان کے عقائد واضح ہیں کہ: "امام مہدی کو زندہ مان کر غائب بتایا اور بارہ خاص وکلا کے نام بتائے ہیں جو بقول شیعہ ان سے ملاقات کرتے ہیں" ﴿باب ۸۳﴾۔ نیز "امام مہدی کو حسن عسکری کا بلاواسطہ بیٹا ثابت کیا ہے" ﴿باب ۸۶﴾۔ مزید کہ: "حضور ﷺ کے بارہ عدد وصی مفترض الطاعہ ہیں جن کے اول حضرت علی المرتضی اور آخری محمد مہدی ہیں جو مخالفین سے قتال کرے گا" ﴿باب ۹۳﴾۔ (بحوالہ حدیث ثقلین ۱۹۸، از مولانا محمد نافع)

نماز اہل سنت میں ہاتھ باندھنا "فصل لربک وانحر ۔ یعنی اپنے رب کیلئے نماز پڑھیں اور ہاتھ باندھیں" ﴿بخاری ۱۰۲ ج ۱﴾۔ مزید یہ کہ وضو کی صحیح ترتیب آیت وضو سے ثابت ہے۔ رہیں نام نہاد اہل سنت کی بدعات قوالی، قبروں پر حال کھیلنا، طبلے کی سر تال پر سر مارنا، گیارہوں شریف، عرس شریف، بہشتی دروازوں سے گزرنا تو یہ جہلاء کے کام ہیں۔ مستند علماء اہل سنت ان کے قائل نہیں۔

درحقیقت یہ تارک شریعت محمدی فرقہ کے ماتمی مجالس و جلوس میں شرکت کی تاثیر اور صدائے بازگشت ہے۔ صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت بدعتی ترا بدعتی کند۔ اگر آپ لوگ اب بھی قرآن و حدیث اور ارشادات آئمہ کی ان تصریحات کو نہ مانیں تو فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین پیش نظر ہے۔

+++++ ختم شد +++++

ناموس رسالت ﷺ، ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ناموسِ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے تحفظ کا علمبردار

حق چار یارؓ میڈیا سروسز

HAQ CHAR YAAR MEDIA SERVICES

www.kr-hcy.com